عليكم بسنتي وسنة خلفاء الراشدين المهديين

ماہنامہ السنۃ جہلم

شمارہ نمبر 25

ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ، بمطابق نومبر ۲۰۱۰ء

عائے استفتاح

عداد رکعاتِ وتر

کفن پر لکھنا بدعت ہے

سلف صالحین اور مسلکِ اہلحدیث ②

فہم سلف پر اشکالات اور ان کے جوابات

مدیر

غلام مصطفیٰ ظہیر

دار التخصص والتحقیق، جہلم، پاکستان

www.AhleSunnatPk.com

سلف صالحین اور مسلک اہلحدیث ②

⑪ امام معمر بن احمد ابو منصور الاصبہانی (م ۴۱۸ھ) فرماتے ہیں:

فَهٰذَا مَذْهَب أهل السّنة وَالْجَمَاعَة والأثر، فَمن فارق مَذْهَبهم فَارق السّنة، وَمن اقْتدى بهم وَافق السّنة، وَنحن بِحَمْد اللّٰه من المقتدين بهم، المنتحلين لمذهبهم، الْقَائِلين بفضلهم، جمع اللّٰه بَيْننَا وَبينهمْ فِي الدَّاريْنِ، فَالسنة طريقتنا، وَأهل الْأَثر أَئِمَّتنَا، فأحيانا اللّٰه عَلَيْهَا وأماتنا برحمته إِنه قريب مُجيب.

"یہ (صفات باری تعالیٰ میں تعطیل وتاویل کی نفی) اہل سنت والجماعت اور اہل الاثر کا مذہب ہے۔ جو ان کے مذہب کو چھوڑتا ہے، وہ سنت کو چھوڑتا ہے اور جو ان کی پیروی کرتا ہے، وہ سنت کی موافقت کرتا ہے۔ ہم بحمداللہ ان (اہل سنت والجماعت) کے پیروکار ہیں اور ان کے مذہب کی طرف منسوب ہیں، ان کی فضیلت کے قائل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے ساتھ دنیا وآخرت میں جمع کردے۔ پس سنت ہمارا راستہ ہے اور محدثین ہمارے ائمہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسی (سنت) پر زندہ رکھے اور اپنی رحمت پر فوت کرے۔ وہ قریب و مجیب ہے۔"

(الحجة فی بیان المحجة لابي القاسم الاصبهانی: ۲۶۰/۱، وسندہٗ صحیح)

⑫ علامہ ابوالمظفر السمعانی رحمہ اللہ (۴۲۶۔۴۸۹ھ) فرماتے ہیں:

www.AhleSunnatPk.com

أَنا أمرنَا بالاتباع وندبنا إِلَيْهِ، ونهينا عَنِ الابتداع، وزجرنا عَنهُ، وشعار أهل السّنة اتباعهم السّلف الصَّالح، وتركهم كل مَا هُوَ مُبْتَدع مُحدث .

”ہمیں اتباع کا حکم دیا گیا ہے اور ہمیں اسی کی طرف ترغیب دی گئی ہے اور ہمیں بدعت سے منع کیا گیا ہے اور ہمیں اس سے ڈانٹا گیا ہے۔ اہل سنت کا شعار اپنے سلف صالحین کی پیروی اور ہر بدعت کو چھوڑنا ہے۔“

(الحجة فى بيان المحجة لابي القاسم الاصبهانى : ٣٩٥/١، الانتصار لاهل الحديث : ٣١)

⑬ قوام السنہ، امام اسماعیل بن محمد الاصبہانی رحمہ اللہ (م ۵۳۵ھ) فرماتے ہیں:

وَلَيْسَ الْعلم بِكَثْرَة الرِّوَايَة، وَإِنَّمَا هُوَ الإتباع، والاستعمال يَقْتَدِي بالصحابة، وَالتَّابِعِينَ وَإِن كَانَ قَلِيل الْعلم، وَمن خَالف الصَّحَابَة وَالتَّابِعين فَهُوَ ضال، وَإِن كَانَ كثير الْعلم .

”علم کثرت روایت کا نام نہیں، بلکہ علم تو اتباع واقتدا کا نام ہے۔ صحابہ کرام اور تابعین عظام کی پیروی کرے، اگرچہ علم تھوڑا ہی ہو اور جو شخص صحابہ و تابعین کی مخالفت کرے، وہ گمراہ ہے، اگرچہ زیادہ علم والا ہی ہو۔“

(الحجة فى بيان المحجة لابي القاسم الاصبهانى : ٤٦٩/٢)

نیز فرماتے ہیں:

وَذَلِكَ أَنه تبين للنَّاس أَمر دينهم فعلينا الإتباع لِأَن الدّين إِنَّمَا جَاءَ من قبل الله تَعَالَى لم يوضع عَلَى عقول الرِّجَال،

www.AhleSunnatPk.com

وآرائهم قد بين الرَّسُول صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السّنة لأمته، وأوضحها لَأصْحَابه، فَمن خَالف أَصْحَاب رَسُول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَيْء من الدّين فقد ضل .

''لوگوں کے لیے اپنے دین کا معاملہ واضح ہوگیا ہے۔ہم پر اتباع ضروری ہے، کیونکہ دین اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے۔دین لوگوں کی عقلوں اور آراء پر نہیں رکھا گیا۔اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی سنت کو امت کے لیے واضح کر دیا ہے اور آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کے لیے اپنی سنت کی وضاحت کی ہے۔تو جس شخص نے دین کے کسی مسئلہ میں بھی رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی مخالفت کی، وہ گمراہ ہوگیا۔''

(الحجة فی بيان المحجة لابي القاسم الاصبهانی : ٤٧٢/٢)

⑭ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (٦٦١۔٧٢٨ھ) لکھتے ہیں:

وَمَنْ آتَاهُ اللَّهُ عِلْمًا وَإِيمَانًا؛ عَلِمَ أَنَّهُ لَا يَكُونُ عِنْدَ الْمُتَأَخِّرِينَ مِنْ التَّحْقِيقِ إلَّا مَا هُوَ دُونَ تَحْقِيقِ السَّلَفِ لَا فِي الْعِلْمِ وَلَا فِي الْعَمَلِ .

''جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے علم اور ایمان دیا ہو، اسے معلوم ہو جائے گا کہ علم و عمل میں متاخرین کی تحقیق، سلف صالحین کی تحقیق سے ادنیٰ درجہ کی ہی ہوگی۔''

(مجموع الفتاوٰی لابن تیمیه : ٤٣٦/٧)

نیز فرماتے ہیں:

وقد عدلت المرجئة فی هذا الأصل عن بيان الكتاب

www.AhleSunnatPk.com

والسنة وأقوال الصحابة والتابعين لهم باحسان واعتمدوا على رأيهم وعلى ما تأولوه بفهمهم اللغة، وهذه طريقة أهل البدع ولهذا كان الإمام أحمد يقول: أكثر ما يخطىء الناس من جهة التأويل والقياس،ولهذا تجد المعتزلة والمرجئة والرافضة وغيرهم من أهل البدع يفسرون القرآن برأيهم ومعقولهم وما تأولوه من اللغة ولهذا تجدهم لا يعتمدون على أحاديث النبى صلى الله عليه وسلم والصحابة والتابعين وأئمة المسلمين فلا يعتمدون لا على السنة ولا على إجماع السلف وآثارهم وإنما يعتمدون على العقل واللغة وتجدهم لا يعتمدون على كتب التفسير المأثورة والحديث وآثار السلف وإنما يعتمدون على كتب الأدب وكتب الكلام التى وضعتها رؤوسهم وهذه طريقة الملاحدة أيضا إنما يأخذون ما فى كتب الفلسفة وكتب الأدب واللغة؛ وأما كتب القرآن والحديث والآثار فلا يلتقون اليها، هؤلاء يعرضون عن نصوص الأنبياء إذ هى عندهم لا تفيد العلم وأولئك يتأولون القرآن برأيهم وفهمهم بلا آثار عن النبى صلى

www.AhleSunnatPk.com

الله عليه وسلم وأصحابه وقد ذكرنا كلام أحمد وغيره فى انكار هذا وجعله طريقة أهل البدع .

''مرجئہ نے اس اصول (ایمان) میں کتاب وسنت کے بیان اور اقوال صحابہ و تابعین کو چھوڑ دیا ہے اور اپنی عقلوں اور فہم لغت پر مبنی اپنی تاویلات پر اعتماد کیا ہے۔ یہ اہل بدعت کا طریقہ ہے۔ اسی لیے امام احمد رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: اکثر لوگ غلطی تاویل اور قیاس میں کرتے ہیں۔ اسی لیے آپ معتزلہ، مرجئہ اور روافض وغیرہم کو دیکھتے ہیں کہ وہ قرآن کریم کی تفسیر اپنی آراء اور عقلوں اور لغت پر مبنی اپنی تاویلات سے کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی احادیث اور صحابہ و تابعین وائمہ دین پر اعتماد نہیں کرتے۔ نہ وہ سنت پر اعتماد کرتے ہیں نہ سلف کے اجماع پر اور نہ ان کے آثار پر۔ وہ صرف اپنی عقل اور لغت پر اعتماد کرتے ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ وہ حدیث پر مبنی تفاسیر اور اقوال سلف پر بھی اعتماد نہیں کرتے۔ بلکہ وہ کتب ادب اور ان کتب علم کلام پر اعتماد کرتے ہیں، جن کو ان کے بڑوں نے لکھا ہے۔ ملحد لوگوں کا بھی یہی طریقہ ہے۔ وہ صرف ان چیزوں کو لیتے ہیں جو فلسفے اور لغت وادب کی کتابوں میں ہیں۔ قرآن کریم اور حدیث و آثار پر مبنی کتب کی طرف وہ التفات نہیں کرتے۔ یہ لوگ انبیائے کرام کے فرامین سے اعراض کرتے ہیں، کیونکہ ان کے نزدیک وہ علم کا فائدہ نہیں دیتے۔ یہ لوگ قرآن کریم کی تفسیر حدیث نبوی اور اقوال صحابہ کو چھوڑ کر اپنے فہم اور اپنی عقلوں سے کرتے ہیں۔ ہم نے اس کے رد میں امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ کی کلام بیان کی ہے اور انہوں نے اسے اہل

www.AhleSunnatPk.com

فہرست

بدعت کا طریقہ قرار دیا ہے۔''

(الایمان لابن تیمیه : ۱۱٤)

⑮ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۶۷۳۔۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

جزمت بأن المتأخرين على إياس من أن يلحقوا المتقدمين فى الحفظ والمعرفة .

''میرا یقین ہے کہ متاخرین حفظ ومعرفت میں متقدمین کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہیں۔''

(تذكرة الحفاظ للذهبي : ۹٦۹/۳)

نیز فرماتے ہیں:

هَكَذَا كَانَ أَئِمَّةُ السَّلَفِ لَا يَرَوْنَ الدُّخُوْلَ فِى الكَلَامِ، وَلَا الجِدَالَ، بَلْ يَسْتَفْرِغُونَ، وُسْعَهُم فِى الكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالتَّفَقُّهِ فِيْهِمَا، وَيَتَّبِعُونَ، ولا يتنطعون .

''اسی طرح ائمہ سلف علم کلام وجدال میں داخل ہونا جائز نہیں سمجھتے تھے، بلکہ وہ اپنی قوت وطاقت کو کتاب وسنت اوران دونوں کے فہم میں خرچ کرتے تھے۔ وہ اتباع کرتے تھے،تکلف نہیں کرتے تھے۔''

(سير أعلام النبلاء للذهبى : ۱۱۹/۱۲)

نیز فرماتے ہیں:

وَمَنْ سَكَتَ شَاكّاً مُزْرِياً عَلَى السَّلَفِ، فَهذَا مُبْتَدِعٌ .

''جو شخص سلف پر عیب لگاتے ہوئے شک میں خاموش بھی ہو جائے، وہ بدعتی

www.AhleSunnatPk.com

www.AhleSunnatPk.com

ہے۔“

(سير أعلام النبلاء للذهبي : ١٧٨/١٢)

⑯ علامہ ابن قدامہ الموفق رحمہ اللہ (۵۴۱۔۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

فقد ثَبت وجوب اتِّبَاع السّلف رَحْمَة الله عَلَيْهِم بِالْكتاب وَالسّنة وَالْإِجْمَاع وَالْعبْرَة دلّت عَلَيْهِ .

”سلف کے اتباع کا واجب ہونا کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت ہے۔ قیاس بھی اس پر دلالت کرتا ہے۔“

(ذم التاويل لابن قدامه : ص٣٥)

⑰ امام دارمی رحمہ اللہ (۲۰۰۔۲۸۰ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ عَلَى الْعَالِمِ بِاخْتِلَافِ الْعُلَمَاءِ، أَنْ يَجْتَهِدَ وَيَفْحَصَ عَنْ أَصْلِ الْمَسْأَلَةِ، حَتَّى يَعْقِلَهَا بِجَهْدِهِ ما أَطَاقَ، فَإِذَا أَعْيَاهُ أَنْ يَعْقِلَهَا مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ فَرَأْيُ مَنْ قَبْلَهُ مِنْ عُلَمَاءِ السَّلَفِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ رَأْيِ نَفْسِهِ .

”ہم کہتے ہیں کہ علمائے کرام کے اختلاف کی بنا پر ایک عالم کو اجتہاد اور مسئلہ کی دلیل کے بارے میں تحقیق کرنی چاہیے، حتی کہ وہ اپنی طاقت کے مطابق سمجھے۔ جب کتاب وسنت سے سمجھنے سے وہ عاجز آ جائے تو اس سے پہلے سلف کے علمائے کرام کی آراء اس کے لیے اس کی اپنی رائے سے بہتر ہیں۔“

(نقض الامام عثمان بن سعيد الدارمى على المريسى : ٦٦٥)

⑱ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۳۶۔۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

www.AhleSunnatPk.com

وقد ابتلينا بجهلة من الناس يعتقدون فى بعض من توسع فى القول من المتأخرين انه أعلم ممن تقدم فمنهم من يظن فى شخص أنه أعلم من كل من تقدم من الصحابة ومن بعدهم لكثرة بيانه ومقاله، ومنهم من يقول هو أعلم من الفقهاء المشهورين المتبوعين، وهذا يلزم منه ما قبله لأن هؤلاء الفقهاء المشهورين المتبوعين أكثر قولا ممن كان قبلهم فإذا كان من بعدهم أعلم منهم لاتساع قوله كان أعلم ممن كان أقل منهم قولا بطريق الأولى : كالثورى والأوزاعى والليث، وابن المبارك، وطبقتهم، وممن قبلهم من التابعين والصحابة أيضاً، فإن هؤلاء كلهم أقل كلاماً ممن جاء بعدهم وهذا تنقص عظيم بالسلف الصالح وإساء ة ظن بهم ونسبته لهم إلى الجهل وقصور العلم .

''ہمیں ایسے جاہل لوگوں سے پالا پڑا ہے، جو زیادہ کام کرنے والے بعض متاخرین کو متقدمین سے بڑا عالم سمجھتے ہیں۔ان میں سے بعض ایسے ہیں جو کسی ایک شخص کو اس کے زیادہ بیان ومقال کی وجہ سے تمام سلف صحابہ وتابعین سے بڑا عالم سمجھتے ہیں۔اور بعض ایسے ہیں جو کسی مخصوص شخص کو ان تمام مشہور مقتدا ائمہ سے بڑا عالم سمجھتے ہیں۔اس قول سے بھی پہلے والی بات لازم آتی ہے، کیونکہ یہ مشہور ائمہ اپنے سلف سے زیادہ اقوال کے حامل تھے،اگر ان سے بعد

www.AhleSunnatPk.com

والا شخص زیادہ اقوال کی وجہ سے ان سے افضل ہے تو یہ لوگ اپنے سلف مثلاً امام سفیان ثوری، امام اوزاعی، امام لیث، امام ابن المبارک، ان کے ہم عصروں اور ان سے پہلوں، یعنی تابعین اور صحابہ کرام سے زیادہ اقوال رکھنے کی وجہ سے بالاولیٰ ان سے افضل ہوں گے، کیونکہ یہ صحابہ و تابعین اور تبع تابعین بعد والوں کی نسبت کم اقوال رکھتے ہیں۔ اس سے سلف صالحین کی بہت بڑی گستاخی ہوتی ہے اور یہ ان کے بارے میں بدگمانی ہے۔ اور ان کو جاہل اور کم علم کہنے کے مترادف ہے۔"

(فضل علم السف على الخلف لابن رجب: ٦١)

نیز فرماتے ہیں:

وليكن الإنسان على حذر مما حدث بعدهم فإنه حدث بعدهم حوادث كثيرة وحدث من انتسب إلى متابعة السنة والحديث من الظاهرية ونحوهم وهو أشد مخالفة لها لشذوذه عن الأئمة وانفراده عنهم بفهم يفهمه أو يأخذ مالم يأخذ به الأئمة من قبله.

"انسان کو سلف صالحین کے بعد والے لوگوں کی نکالی ہوئی نئی چیزوں سے بچنا چاہیے، کیونکہ سلف کے بعد بہت سے حوادث رونما ہوئے اور وہ ظاہری قسم کے لوگ ظاہر ہوئے جو سنت وحدیث کی پیروی کا دم بھرتے تھے، لیکن وہ سنت کی سب سے زیادہ مخالفت کرتے تھے، کیونکہ وہ ائمہ کرام سے انفرادیت اختیار کرتے تھے اور ان سے جدا فہم لیتے تھے یا متقدمین نے جو استنباط نہیں کیا، وہ

www.AhleSunnatPk.com

استنباط کرتے تھے۔‘‘

(فضل علم السلف علی الخلف لابن رجب : ٦٩)

نیز فرماتے ہیں:

فأما الأئمة وفقهاء أهل الحديث فإنهم يتبعون الحديث الصحيح حيث كان إذا كان معمولا به عند الصحابة، ومن بعدهم، أو عند طائفة منهم فأما ما اتفق على تركه فلا يجوز العمل به .

’’محدثین میں سے فقہاء اور ائمہ صحیح حدیث جہاں بھی وہ ہو، اس کا اتباع کرتے ہیں، جب وہ تمام صحابہ وتابعین یا ان میں سے کسی گروہ کے ہاں معمول بہ ہو، لیکن جس کو چھوڑنے پر صحابہ وتابعین کا اتفاق ہو، اس پر عمل کرنا (ائمہ حدیث اور فقہائے حدیث) کے ہاں جائز نہیں۔‘‘

(فضل علم السلف علی الخلف لابن رجب : ٤٧)

⑲ ابومحمد عبداللہ بن ابی زید القیروانی (٣١٠۔٣٨٦ھ) فرماتے ہیں:

تسليم السنن وأن لا تعارض برأى ولا ترفع بقياس، وما تأوله منها السلف الصالح تأولناه، وما عملوا به عملناه، وما تركوه تركناه، ويسعنا أن نمسك عما أمسكوا، ونتبعهم فيما بينوا، ونقتدى بهم فيما استنبطوه ورأوه فى الحوادث، ولا نخرج عن جماعتهم فيما اختلفوا فيه وفى

www.AhleSunnatPk.com

تأويله،وكل ما قدمنا ذكره هو قول أهل السنة وأئمة الناس في الفقه والحديث.

’’سنتوں کو تسلیم کرنا عقل و قیاس کے خلاف نہیں۔ سنن کی جو تفسیر سلف صالحین نے کی ہے، ہم وہی کریں گے اور جس پر انہوں نے عمل کیا، اسی پر ہم عمل کریں گے اور جس کو انہوں نے چھوڑا، اس کو ہم بھی چھوڑ دیں گے۔ ہمیں یہی کافی ہے کہ جس چیز سے وہ رک گئے، اس سے ہم بھی رک جائیں اور جس چیز کو انہوں نے بیان کیا، اس میں ہم ان کی پیروی کریں اور جو انہوں نے استنباط و اجتہاد کیا، اس میں ان کی اقتدا کریں، جس چیز میں ان کا اختلاف ہے، اس میں ان کی جماعت سے نہ نکلیں (کوئی نیا مذہب نہ نکالیں، بلکہ اختلافی صورت میں ان میں سے ہی کسی کا مذہب قبول کریں۔) تمام وہ چیزیں جو ہم نے ذکر کی ہیں، وہ اہل سنت اور فقہ وحدیث کے ائمہ کا قول ہے۔‘‘

(الجامع : ۱۱۷)

⑳ حافظ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ (ابن ابی زمنین) رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ رَحِمَكَ اللّٰهُ أَنَّ السُّنَّةَ دَلِيلُ الْقُرْآنِ، وَأَنَّهَا لَا تُدْرَكُ بِالْقِيَاسِ وَلَا تُؤْخَذُ بِالْعُقُولِ، وَإِنَّمَا هِيَ فِي الِاتِّبَاعِ لِلْأَئِمَّةِ وَلِمَا مَشَى عَلَيْهِ جُمْهُورُ هَذِهِ الْأُمَّةِ ...

’’جان لیں کہ سنت قرآن کریم کی دلیل ہے۔ سنت کو قیاس اور عقل کے ذریعے حاصل نہیں کیا جاسکتا، بلکہ یہ تو ائمہ کرام اور جمہور امت کے طریقے کے اتباع کا نام ہے۔‘‘

www.AhleSunnatPk.com

(كتاب اصول السنة لابن ابي زمنين: ١)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَكُلُّ قَوْلٍ يَنْفَرِدُ بِهِ الْمُتَأَخِّرُ عَنْ الْمُتَقَدِّمِينَ وَلَمْ يَسْبِقْهُ إِلَيْهِ أَحَدٌ مِنْهُمْ فَإِنَّهُ يَكُونُ خَطَأً .

"ہر وہ قول جس میں بعد والا متقدمین سے منفرد ہو، اس سے پہلے وہ قول کسی نے نہ کہا ہو، وہ یقیناً غلط ہوگا۔"

(مجموع الفتاوٰی لابن تیمیه: ٢٩١/٢١)

ہم اہلحدیث تو یہ کہتے ہیں:

ما تكلم فيه السلف فالسكوت عنه جفاء، وما سكت عنه السلف فالكلام فيه بدعة .

"جس مسئلہ میں سلف نے کلام کی ہے، اس بارے میں خاموش رہنا گناہ ہے اور جس مسئلہ میں سلف خاموش رہے ہیں، اس بارے میں کلام کرنا بدعت ہے۔"

نیز کہتے ہیں:

کل خیر فی اتباع من سلف وکل شر فی ابتداع من خلف.

"ہر خیر و بھلائی سلف کے اتباع میں ہے اور ہر برائی بعد والوں کی اختراع میں ہے۔"

علامہ شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَالْمُتَأَخِّرُ لَا يَبْلُغُ من الرُّسُوخِ فِى عِلْمٍ مَا يَبْلُغُهُ الْمُتَقَدِّمُ،

www.AhleSunnatPk.com

www.AhleSunnatPk.com

وَحَسْبُكَ مِنْ ذَلِكَ أَهْلُ كُلِّ عِلْمٍ عَمَلِيٍّ أَوْ نَظَرِيٍّ؛ فَأَعْمَالُ الْمُتَقَدِّمِينَ فِي إِصْلَاحِ دُنْيَاهُمْ وَدِينِهِمْ عَلَى خِلَافِ أَعْمَالِ الْمُتَأَخِّرِينَ، وَعُلُومُهُمْ فِي التَّحْقِيقِ أَقْعَدُ، فَتَحَقُّقُ الصَّحَابَةِ بِعُلُومِ الشَّرِيعَةِ لَيْسَ كَتَحَقُّقِ التَّابِعِينَ، وَالتَّابِعُونَ لَيْسُوا كَتَابِعِيهِمْ، وَهَكَذَا إِلَى الْآنِ، وَمَنْ طَالَعَ سِيَرَهُمْ، وَأَقْوَالَهُمْ، وَحِكَايَاتِهِمْ؛ أَبْصَرَ الْعَجَبَ فِي هَذَا الْمَعْنَى.

”بعد والا شخص علمی رسوخ میں پہلے والے شخص تک رسائی حاصل نہیں کرسکتا۔ اس سلسلے میں ہر عملی ونظریاتی علم کا یہی حال ہے۔متقدمین کے دنیا و دین کے اصلاح کے حوالے سے جو کام ہیں، وہ متاخرین کے کاموں سے بہت بڑھ کر ہیں۔ان کے علوم، تحقیق میں گہرے تھے۔صحابہ کرام کا شرعی علوم میں رسوخ تابعین کے رسوخ جیسا نہیں تھا (بلکہ اس سے بڑھ کر تھا)،اسی طرح تابعین، تبع تابعین کی طرح نہیں تھے اور آج تک یہی صورت حال ہے۔ جو شخص متقدمین کے احوال، اقوال اور حکایات کا مطالعہ کرے گا، اس سلسلے میں عجیب باتیں دیکھے گا۔“

(الموافقات للشاطبي : ١٤٩/١)

غیر اللہ کی قسم!

www.AhleSunnatPk.com

امام قاسم بن محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ وَلَا بِالطَّوَاغِيتِ .

''تم اپنے آباؤ اجداد اور باطل معبودوں کی قسمیں مت اٹھاؤ۔''

(مصنف ابن ابي شيبة : الجزاء الملحق : ۸۹، وسندہٗ صحيح)

❀❀❀❀❀❀❀❀

فہم سلف.... کچھ اشکالات اور ان کے جوابات

آج جب کہ ہر فرقہ اپنے مسلک و مذہب کو قرآن و سنت کے دلائل سے مزین کرنے کی تگ ودو میں سرگرم ہے، ایک عام آدمی کے لیے حق و باطل میں امتیاز کرنا خاصہ مشکل ہوا جا رہا ہے۔ قادیانی حضرات تک سب لوگ مختلف چینلز اور انٹرنیٹ پر بیٹھے لوگوں کو قرآن و سنت کے نام پر گمراہ کرنے کی مذموم سعی کر رہے ہیں۔

آخر وہ کون سا طریقہ ہو جس سے ایک متلاشی حق کو یہ پتا چلے کہ فلاں آدمی کا قرآن و سنت سے استدلال صحیح ہے اور فلاں آدمی کا غلط؟ اسلام جو کہ ایک کامل، عالمگیر و ہمہ گیر اور آفاقی دین ہے، اس نے کوئی طریقہ تو بتلایا ہی ہو گا جو قرآن کریم کی ایک ہی آیت یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہی حدیث سے دو بالکل متضاد عقائد و اعمال ثابت کرنے والے دو اشخاص میں سے کسی ایک کے حق اور دوسرے کے باطل ہونے کا یقینی پتا دے سکے۔

جی ہاں! بالکل اسلام نے ایسا طریقہ ضرور بتایا ہے، لیکن افسوس کہ آج مسلمان اس سے مسلسل دور ہو رہے ہیں اور یقیناً روز بروز بڑھتے ''اسلامی فرقوں'' کے پیچھے یہی دوری کا فرما ہے۔ اگر حق کو پرکھنے کے لیے اس کسوٹی کو استعمال کیا جاتا تو بالیقین ایسی صورت حال

www.AhleSunnatPk.com

سے مسلمانوں کو پالا نہ پڑتا۔ یہ طریقہ خود قرآن وحدیث نے بیان کیا ہے۔

کیا آپ بھی حق و باطل میں تمیز کرنے کے لیے وہ طریقہ جاننا چاہیں گے؟ اگر آپ تیار ہیں تو لیجیے وہ طریقہ سلف صالحین کا فہم ہے۔ اگر ہم تمام اختلاف دور کرنا چاہتے ہیں تو قرآن وسنت کا وہی مفہوم لینا شروع کر دیں جو صحابہ، تابعین اور تبع تابعین لیتے تھے۔ ان کے بارے میں خیر و بھلائی کی گواہی رسول اکرم ﷺ نے دی ہے۔ یقیناً یہ لوگ اہل حق تھے، لہٰذا اگر ہم قرآن وسنت کو ان کی طرح سمجھنے لگیں گے تو باہمی اختلاف خود بخود ختم ہو جائیں گے اور صحیح اسلام ہمیں مل جائے گا، یوں ہم بھی صراط مستقیم پر چلنے لگیں گے۔

فہم سلف کی حجیت پر آپ کے اسی ماہنامہ السنۃ میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور اس بارے میں ائمہ دین اور علمائے کرام کے سنہرے اقوال پیش کیے جا چکے ہیں اور اللہ کے فضل سے ابھی تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ شائقین خصوصی طور پر شمارہ نمبر ۲۳ سے ۲۵ تک ملاحظہ فرمائیں۔ ان مضامین کا مطالعہ کرنے کے بعد قارئین کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے، جس میں محدثین کرام اور ائمہ دین میں کوئی اختلاف نہ تھا۔ وہ سب فہم سلف کو حجت سمجھتے تھے۔

لیکن موجودہ دور میں کچھ لوگ اس بارے میں شکوک وشبہات کا شکار نظر آتے ہیں۔ ہم فقط اصلاح کی خاطر ان لوگوں کے اشکالات کے ازالہ کی کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ حق سمجھنے اور اس پر ڈٹ جانے کی توفیق عطا فرمائے!

تمام متلاشیان حق سے اپیل ہے کہ اللہ کے لیے وہ ہر قسم کے نظریاتی تعصب سے بالاتر ہو کر اس تحریر کو پڑھیں، ان شاء اللہ فائدہ ہوگا۔

اشکال نمبر ①:

www.AhleSunnatPk.com

ہمیں صرف کتاب وسنت پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

اتَّبِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ .

(الأعراف : ٣)

''تم اس چیز کی پیروی کرو، جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے اوراس کے سوا اولیاء کی پیروی نہ کرو۔''

لہٰذا صرف قرآن وحدیث حجت ہے، صحابہ وتابعین کے اقوال وافعال ہمارے لیے حجت نہیں، لہٰذا فہم سلف حجت نہیں۔''

جواب:

فہم سلف کی حجیت کے خلاف یہ سب سے بڑا اشکال ہے، لیکن یہ اشکال دراصل غلط فہمی کا نتیجہ ہے یا پھر خلط مبحث کی کوشش، کیونکہ بحث یہ نہیں کہ صحابہ وتابعین کے اقوال وافعال ہمارے لیے حجت ہیں۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ قرآن وسنت پر عمل کے لیے پہلے اس کا فہم ضروری ہے۔ عمل تو تب ہی ہوگا، جب اس کو صحیح طور پر سمجھ لیا جائے گا۔

جب یہ بات تسلیم ہے کہ قرآن وسنت کو پہلے صحیح طور پر سمجھا جائے گا، پھر عمل کیا جائے گا تو اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ سلف، یعنی صحابہ وتابعین نے قرآن وسنت کو بہتر سمجھا ہے یا بعد والوں نے؟ اس کا فیصلہ کوئی مسلمان صرف یہی کر سکتا ہے کہ صحابہ وتابعین نے بعد والوں کے مقابلہ میں قرآن وسنت کو بہت بہتر طور پر سمجھا ہے۔ ائمہ دین کا اتفاقی فیصلہ یہی ہے۔

www.AhleSunnatPk.com

عمل کے لیے قرآن وسنت کا کوئی مفہوم تو بہر حال متعین کرنا ہی پڑے گا۔ اگر سلف کا فہم حجت نہیں تو کیا بعض لوگوں کا اپنا فہم حجت ہے؟ یا اگر وہ کسی بعد والے شخص سے فہم لے رہے ہیں تو کیا سلف کو چھوڑ کر ان بعد والوں کا فہم ان کے لیے حجت ہے؟

رہی یہ بات کہ ہمیں قرآن وسنت پر عمل کا حکم ہے، صحابہ وتابعین کے فہم پر عمل کا نہیں تو عرض ہے کہ قرآن وسنت نے ہی ہمیں یہ راہ دکھائی ہے اور اہل حدیث کی دعوت جو کہ ''سلفی دعوت'' کے نام سے معروف ہے، وہ یہی ہے کہ قرآن وسنت کا مفہوم وہی معتبر ہوگا جو سلف صالحین نے معین کر دیا ہے۔ سلف کے مقابلے میں بعد والوں کا فہم کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اس سلسلے میں ہم محدث العصر شیخ البانی رحمہ اللہ کے کچھ دروس میں سے انتخاب پیش کریں گے، جس سے یہ اشکال خصوصا اور دیگر بہت سے اشکالات عموما دور ہو جائیں گے:

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ضروری ہے کہ ہم دین کا صحیح مفہوم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ کرام اور سلف صالحین کے طریقہ سے لیں۔ سابقہ حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اسی بات کی مزید تاکید کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث میں فرمایا ہے، میرے خیال میں وہ آپ کے علم میں ہوگی۔ اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ...

''میری سنت اور میرے بعد خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا، اسے

www.AhleSunnatPk.com

مضبوطی سے تھامنا اور بدعات سے بچنا۔۔۔“

(مسند الامام احمد : ٤/١٢٦، ١٢٧، سنن ابی داوٗد : ٤٦٠٧، سنن الترمذی : ٢٦٧٦، وقال : حسن صحیح، سنن ابن ماجه : ٤٢، وصححه ابن حبان : ٥)

ہم دیکھتے ہیں کہ اس اور اس حدیث میں رسول اکرم ﷺ نے صرف اپنی سنت کو لازم پکڑنے کا حکم دینے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ آپ ﷺ اس کے ساتھ ایک اور چیز کو بھی لازم پکڑنے کا حکم فرما رہے ہیں اور وہ دوسری چیز جماعت، یعنی رسول کریم کے صحابہ کرام اور خلفائے راشدین کا طریقہ ہے۔ یہ چیز آپ ﷺ کی سنت سے ایک زائد چیز ہے، اگرچہ صرف کہنے میں ہی ہے (حقیقت میں دونوں ایک ہی ہیں)۔ رسول کریم ﷺ کی سنت کے ساتھ اس دوسری چیز کا ذکر قرآن کریم کا بھی اسلوب ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں واضح طور پر فرماتے ہیں:

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا

(النساء : ١١٥)

”اور جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر کی مخالفت کرے اور مومنوں کے راستے کے سوا اور راستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اسے ادھر ہی چلنے دیں گے اور جہنم میں داخل کر دیں گے اور وہ بری جگہ ہے۔“

بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہاں پر اللہ تعالیٰ نے (جہنم میں جانے کا سبب) رسول اکرم ﷺ کی نافرمانی کے ساتھ ساتھ مؤمنوں کی راہ پر نہ چلنا بھی بیان کیا ہے۔ یہ بات (مؤمنوں کی راہ) یہاں کیوں لائی گئی؟ یہ آیت اس طرح کیوں نہ تھی کہ جو ہدایت واضح ہو

www.AhleSunnatPk.com

جانے کے بعد رسول کی مخالفت کرے تو جدھر وہ چلتا ہے، ہم چلنے دیں گے۔۔۔؟

مؤمنوں کی راہ کی مخالفت ساتھ ذکر کیوں کی گئی؟ دراصل اس میں ایک بہت ہی بڑی نصیحت ہے۔ وہ یہ ہے کہ موجودہ دور کا ہر فرقہ اور روئے زمین پر بسنے والا ہر گروہ، جن کی تعداد کم و بیش تہتر ہے، بلکہ یہ گروہ (مختلف پہلوؤں سے) بہت ہی زیادہ ہیں۔ سب کا یہ دعوٰی ہے کہ وہ کتاب وسنت پر کاربند ہیں، حتی کہ ان جدید فرقوں میں سے سب سے آخری گروہ کا بھی یہ دعوٰی ہے کہ وہ کتاب وسنت پر عمل کرتے ہیں، حالانکہ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ خاتم النبیین نہیں ہیں، بلکہ ان کے نزدیک اب بھی بہت سے انبیاء باقی ہیں، پھر بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم کتاب وسنت پر کاربند ہیں۔ اسی سے آپ باقی تمام قدیم و جدید فرقوں کا اندازہ کرلیں۔

اب ان تمام فرقوں کے درمیان فیصلہ کن چیز کون سی ہے، حالانکہ سب کا یہی دعوٰی ہے کہ وہ کتاب وسنت پر عمل کرتے ہیں؟ اس بات کا جواب اس آیت کریمہ اور سابقہ دونوں حدیثوں میں موجود ہے۔ آیت کریمہ فرماتی ہے کہ جو بھی گروہ اور فرقہ ان پہلے مؤمنوں کی راہ کو چھوڑے گا، جو کہ ہدایت اور بصیرت پر تھے، وہ گمراہ ہے، اگرچہ وہ یہ دعوٰی کرتا رہے کہ وہ کتاب وسنت پر ہے۔ جب تک وہ مسلمانوں کے طریقے اور مسلمانوں کے اجماع کی مخالفت کرتا رہے گا، یہ بات اس کے گمراہ فرقوں میں شامل ہونے کی دلیل ہوگی۔

چنانچہ ہر وہ عقیدہ جو ایسے گروہ سے ملے، جو اپنے عقیدے کو اجماع امت یا صحابہ کرام یا سلف صالحین کا عقیدہ ثابت نہیں کرسکتا تو وہ عقیدہ دلیل ہے کہ اس کا حامل گروہ ان بہتر فرقوں میں ایک ہے، جو کہ جہنمی ہیں۔ لہٰذا یہ سمجھنا ضروری ہے کہ دین صرف وہ نہیں، جو ہماری پوری دنیا کے اہل حدیث بھائیوں کے ہاں مشہور ہے۔ وہ بھائی خواہ اہل الحدیث

www.AhleSunnatPk.com

کے نام سے معروف ہوں یا انصار السنہ کے نام سے یا سلفیوں کے نام سے یا اور کسی نام سے۔ یہ تمام نام ایک ہی حقیقت پر دلالت کرتے ہیں۔تو معاملہ اس طرح نہیں، جیسے ہمارے ان بھائیوں میں عام طور پر معروف ہے کہ ہماری دعوت صرف کتاب وسنت پر اعتماد کرنے میں منحصر ہے، بلکہ اس کے ساتھ ایک تیسری چیز بھی ضروری ہے،جس کا ذکر سابقہ دو احادیث نبویہ اور آخر میں قرآن کریم کی مذکورہ آیت میں موجود ہے۔کتاب وسنت کے ساتھ یہ تیسری اور آخر چیز سلف صالحین کا منہج وعمل ہے۔

اگر کتاب وسنت پر اعتماد کرنے کا دعوٰی کرنے والا کوئی گروہ اس تیسری چیز کو مضبوطی سے نہ پکڑے تو یہ اس کی گمراہی کی دلیل ہے، چاہے وہ کتاب وسنت پر عمل کا کتنا ہی دعوٰی کرے!

حافظ ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ کا یہ شعر بڑا برموقع ہے:

العلم قال الله، قال رسولهٗ   قال الصحابة، ليس بالتمويه

''علم وہ ہے، جو اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور صحابہ کرام کا فرمان ہو۔ ملمہ سازی علم نہیں۔''

تو ابن القیم رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، یعنی کتاب وسنت کو ہی علم صحیح قرار دینے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ ہماری ذکر کردہ (قرآن وسنت کی) نصوص کے پیش نظر اس پر قول صحابہ کا اضافہ بھی کیا ہے اور یہ ضروری چیز ہے۔ میرا تو عقیدہ ہے کہ اسی تیسری چیز کو چھوڑنا ہی ان قدیم وجدید فرقوں کی گمراہی کا سبب ہے، جو آئے روز بڑھتے ہی جارہے ہیں۔

ہر روز ہم کسی ایسے نئے گروہ کی باتیں سنتے ہیں، جو کتاب وسنت پر عمل کرنے کا دعوٰی

www.AhleSunnatPk.com

www.AhleSunnatPk.com

کرتا ہے اور بالفعل جب آپ ان کو دیکھیں گے تو وہ کتاب وسنت کو لازم پکڑتے ہیں۔ حنفی، مالکی، شافعی یا حنبلی تعصب ان لوگوں میں موجود نہیں ہوتا، لیکن جب وہ کتاب وسنت کی نصوص کو سمجھنے کے لیے سلف صالحین کے فہم کے پابند نہیں رہے تو دائرہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہو گئے، حالانکہ وہ کتاب وسنت پر عمل کا دعویٰ کرتے ہیں۔"

(دروس للشيخ محمد ناصر الدين الالبانی : ٤٦/٨ ملخصا، من المكتبة الشاملة)

نیز فرماتے ہیں:

أن سبب ضلال الفرق كلها قديماً وحديثاً هو عدم التمسك بهذه الدعامة الثالثة : أن نفهم الكتاب والسنة على منهج السلف الصالح .

المعتزلة المرجئة القدرية الأشعرية الماتريدية؛ وما فی هذه الطوائف كلها من انحرافات، سببها أنهم لم يتمسكوا بما كان عليه السلف الصالح؛ لذلك قال العلماء المحققون :

وكل خير فی اتباع من سلف، وكل شر فی ابتداع من خلف .

فهذا ليس شعراً، بل هذا الكلام مأخوذ من الكتاب والسنة:
(وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ) (النساء : ١١٥) لماذا قال : ويتبع غير سبيل

www.AhleSunnatPk.com

المؤمنين؟ كان يستطيع ربنا أن يقول: (ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى نوله ما تولى ونصله جهنم وساء ت مصيراً) فلم قال: ويتبع غير سبيل المؤمنين؟ حتى لا يركب أحد رأسه، ولا يقول: أنا فهمت القرآن هكذا، وفهمت السنة هكذا، فيقال له: يجب أن تفهم القرآن والسنة على طريقة السلف المؤمنين الأولين السابقين، وقد أيد هذا النص من القرآن نصوص من أحاديث الرسول عليه الصلاة والسلام.

''قدیم و جدید تمام گمراہ فرقوں کی گمراہی کا سبب صرف اس تیسرے اصول کو چھوڑنا ہے۔ یہ تیسرا اصول یہ ہے کہ ہم کتاب وسنت کا فہم سلف صالحین کے منہج کے مطابق لیں۔

معتزلہ، مرجئہ، قدریہ، اشاعرہ، ماتریدیہ اوران فرقوں میں جتنی گمراہیاں ہیں، ان کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے سلف صالحین کے طریقے کا التزام نہیں کیا۔اسی لیے محققین علمائے کرام کا کہنا ہے:

وكل خير في اتباع من سلف، وكل شر في ابتداع من خلف.

''ہر بھلائی سلف صالحین کے اتباع میں اور ہر گمراہی بعد والے لوگوں کی اختراع میں ہے۔''

www.AhleSunnatPk.com

یہ محض ایک شعر نہیں، بلکہ کتاب وسنت سے ماخوذ کلام ہے۔فرمان باری تعالیٰ ہے:

(وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ) (النساء : ۱۱۵)

''اور جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر کی مخالفت کرے اور مؤمنوں کے راستے کے سوااور راستے پر چلے۔۔۔''

اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کی راہ کا تذکرہ کیوں کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ یہ بھی فرما سکتا تھا کہ جو شخص ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول کی نافرمانی کرے گا، ہم اسے۔۔۔سبیل المومنین (مؤمنوں کے راستے) کا ذکر کیوں کیا؟ اس لیے کہ ہر کوئی اپنی عقل پر سوار نہ ہو جائے اور یہ نہ کہنے لگے کہ میں نے قرآن کریم کو اس طرح سمجھا ہے اور میں نے حدیث کو اس طرح سمجھا ہے۔ایسے شخص کو کہا جائے گا کہ تمہارے لیے کتاب وسنت کو پہلے سلف صالحین مؤمنین (صحابہ کرام وتابعین وتبع تابعین) کے طریقے کے مطابق سمجھنا واجب ہے۔قرآن کریم کی اس آیت کی تائید میں بہت سی احادیث نبویہ بھی موجود ہیں۔۔۔''

(دروس للشيخ محمد ناصر الدين الالباني : ۳/۱۳، من المكتبة الشاملة)

نیز سلفی دعوت کے اصول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

والدعامة الثالثة : وهو مما تتميز به الدعوة السلفية على كل الدعوات القائمة اليوم على وجه الأرض؛ ما كان منها من الإسلام المقبول، وما كان منها ليس من الإسلام إلا

www.AhleSunnatPk.com

اسماً، فالدعوة السلفية تتميز بهذه الدعامة الثالثة ألا وهی: أن القرآن والسنة يجب أن يفهما علی منهج السلف الصالح من الصحابة والتابعين وأتباعهم، أی: القرون الثلاثة المشهود لهم بالخيرية بنصوص الأحاديث الكثيرة المعروفة، وهذا مما تكلمنا عليه بمناسبات شتی، وأتينا بالأدلة الكافية التی تجعلنا نقطع بأن كل من يريد أن يفهم الإسلام من الكتاب والسنة بدون هذه الدعامة الثالثة فسيأتی بإسلام جديد، وأكبر دليل علی ذلك الفرق الإسلامية التی تزداد فی كل يوم؛ والسبب فی ذلك هو عدم التزامهم هذا المنهج الذی هو الكتاب والسنة وفهم السلف الصالح.

”اور تیسرا اصول جس سے سلفی دعوت آج روئے زمین پر موجود تمام اسلامی یا نام نہاد اسلامی دعوتوں سے ممتاز ہے، وہ (کتاب وسنت کے ساتھ) تیسرا اصول یہ ہے کہ کتاب وسنت کو سلف صالحین، یعنی صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے طریقے کے مطابق سمجھنا واجب ہے۔ یہ وہ تین بہترین زمانے ہیں، جن کی بھلائی کی گواہی بہت سی مشہور ومعروف احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں دی گئی ہے۔ ہم اس موضوع پر مختلف مناسبتوں سے بات کر چکے ہیں اور ہم ایسے تسلی بخش دلائل دے چکے ہیں، جن سے قطعی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جو بھی شخص اس

www.AhleSunnatPk.com

تیسرے اصول کے بغیر کتاب وسنت کو سمجھنے کی کوشش کرے گا، وہ ایک نیا اسلام متعارف کرائے گا۔اس پر بڑی واضح دلیل یہ ہے کہ روز بروز اسلامی فرقے بڑھتے جارہے ہیں۔اس کا سبب کتاب وسنت کے فہم صالحین کے منہج کولازم نہ پکڑنا ہے۔"

(دروس الشیخ محمد ناصر الدین الالبانی : ۳/۱۳، من المکتبه الشاملة)

نیز سلفی لوگوں (اہل حدیث) کے بارے میں لکھتے ہیں:

أنهم يدعون إلى فهم الكتاب والسنة على منهج السلف الصالح، لا يكتفون فقط بدعوة المسلمين إلى الرجوع إلى الكتاب والسنة، بل يزيدون على ذلك إلى الرجوع إلى الكتاب والسنة على منهج السلف الصالح.

"وہ کتاب وسنت کوسلف صالحین کے منہج کے مطابق سمجھنے کی طرف دعوت دیتے ہیں۔وہ مسلمانوں کوصرف کتاب وسنت کی طرف دعوت دینے پر اکتفانہیں کرتے، بلکہ اس پر یہ اضافہ بھی کرتے ہیں کہ کتاب وسنت کوسلف صالحین کے طریقے کے مطابق سمجھا جائے۔"

(دروس الشیخ محمد ناصر الدین الالبانی : ۱۵/۳۸)

اب سلفی لوگوں اورسلف صالحین سے کیا مراد ہے؟ شیخ موصوف کی زبانی ملا حظہ فرمائیں:

الدعوة السلفية : نسبة إلى السلف، وفي اللغة : هم القوم المتقدمون، ويراد بهم في الاصطلاح : أنهم القرون الثلاثة

الخيرة التى جاء الثناء عليها عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى قوله: (خير القرون قرنى، ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم، ثم يأتى من بعد ذلك أناس يشهدون ولا يستشهدون، ويخونون ولا يؤتمنون، ويكون فيهم الكذب) فهؤلاء بشهادة رسول الله صلى الله عليه وسلم أى: لهذه القرون الثلاثة: أنهم خير القرون، ولا شك أن هديهم وطريقتهم وسنتهم هى خير الهدى وخير السنن وخير الطرائق، ويقابل السلف الخلف، وهم: الذين جاء وا بعد هذه القرون الثلاثة، ونحن نعلم أنه قد اختلفت طريقة السلف عن الخلف فى كثير من الأمور، فقد ظهرت بعد القرن الثالث أمور لم تكن...

''سلفی دعوت، سلف کی طرف منسوب ہے، لغوی اعتبار سے سلف سے مراد پہلے لوگ ہیں اور اصطلاح میں وہ تین بہترین زمانے ہیں، جن کی تعریف و توصیف اس فرمان نبوی میں موجود ہے کہ سب سے بہترین زمانہ میرا ہے، پھر وہ لوگ جو ان کے متصل بعد ہوں گے اور پھر وہ لوگ جو ان کے متصل بعد ہوں گے، پھر ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے، جو گواہی دیں گے، حالانکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی۔ وہ خیانت کریں گے اور ان کو امین نہیں سمجھا جائے گا۔ ان میں جھوٹ رواج پا جائے گا۔ تو رسول اکرم ﷺ کی گواہی کے

www.AhleSunnatPk.com

مطابق یہ تین زمانے سب زمانوں سے بہترین ہیں۔ بلاشبہ ان کا طریقہ، ان کا راستہ اور ان کا منہج ہی سب طریقوں، راستوں اور مناہج سے بہترین ہے۔ سلف کے مقابلے میں خلف کا لفظ ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو ان تین زمانوں کے بعد آئے۔ ہمیں معلوم ہے کہ بہت سے امور میں سلف کا طریقہ خلف سے مختلف ہے، کیونکہ تیسری صدی کے بعد بہت سے ایسے امور ظاہر ہو گئے تھے، جو پہلے نہ تھے۔۔۔"

(دروس الشیخ محمد ناصر الدین الالبانی : ۲/۳۸)

قرآن وسنت کے دلائل سے مزین و مدلل محدث البانی رحمہ اللہ کے ان دروس سے معلوم ہوا کہ کتاب وسنت کا وہی فہم معتبر ہے، جو صحابہ وتابعین اور تبع تابعین نے لیا ہے۔ اگر کوئی بعد والا شخص قرآن کریم کی کسی آیت یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث کا ایسا مفہوم لیتا ہے، جو سلف صالحین کے خلاف ہو تو اس پر عمل کرنا سوائے گمراہی کے اور کچھ نہیں۔ یہی سبیل المومنین ہے جس کے التزام کا حکم قرآن وحدیث نے کتاب وسنت کے التزام کے ساتھ ہی دیا ہے۔ یہی ائمہ دین اور محدثین کا طریقہ ہے اور یہی اہل الحدیث کا منہج ہے۔

یہاں پر شیخ الحدیث مولانا مسعود عالم حفظہ اللہ کا ایک فرمان بہت ہی قابل ذکر ہے، جس سے منصف آدمی کا مذکورہ اشکال زائل ہو سکتا ہے۔ انہوں نے درس صحیح بخاری دیتے ہوئے فرمایا:

"اہل حدیث دین کے اندر صرف وحی کے اوپر اعتماد کرتے ہیں اور قرآن مجید اور سنت صحیحہ، اسی کو اپنا مدار بناتے ہیں۔ اسی کے اوپر اعتماد کر کے اسی سے دینی راہنمائی لیتے ہیں۔"

www.AhleSunnatPk.com

ہاں قرآن وسنت کو سمجھنے کے لیے، قرآن وسنت کو.... سمجھنے کے لیے، اس سے راہنمائی لینے کے لیے ان کا طریقہ اور ان کا راستہ وہ ہے، جو صحابہ وتابعین کا راستہ تھا۔ قرآن وسنت کو، اس دور کے اندر، سمجھتے ہیں کہ نازل ہوا تھا، جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کی رفاقت ومصاحبت کے لیے پوری انسانیت کے گروہ سے چن لیا تھا اور انہوں نے جس طرح قرآن وسنت کو سمجھا اور قرآن وسنت پر عمل کیا، اب قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے یہی معیارِ عمل ہے۔ اسی طرح قرآن وسنت پر عمل کرنا چاہیے، جس طرح صحابہ نے کیا تھا اور صحابہ سے سیکھ کر تابعین نے کیا تھا۔ اور یہی اہتمام فرمایا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کے اندر کہ قرآن مجید کی آیات بھی ذکر کرتے ہیں، احادیث نبویہ بھی ذکر کرتے ہیں، رسول اکرم ﷺ کی سنن بھی ذکر کرتے ہیں اور صحابہ وتابعین کے فتاوٰی بھی ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے کس طرح سمجھا تھا۔ یہ منہج ہے الحمدللہ اہلحدیث کا، جو اس کتاب کے اندر امام بخاری رحمہ اللہ نے لوگوں کے لیے بالکل واضح طور پر پیش کر دیا ہے۔"

(درس صحیح بخاری بجامعة محمد بن اسمٰعيل البخاري اهلحديث، كنديان اوتار، قصور، بتاریخ ۳۰ یولیو ۲۰۱۰ء)

مولانا عبداللہ بہاولپوری رحمہ اللہ اپنی ہر بات پر قرآن وحدیث سے دلائل دینے والے ایک گمراہ فرقہ "جماعت المسلمین" کے بانی مسعود بی۔ ایس۔ سی کے بارے میں فرماتے ہیں:

"شیطان شکار کرتا ہی اس وقت ہے، جب آدمی سلف کی لائن سے نکل کر نئی راہ

www.AhleSunnatPk.com

نکالتا ہے۔"

(رسائل بہاولپوری : ٦٦٦)

معلوم ہوا کہ یہ اشکال بالکل بے بنیاد ہے۔ دین میں دلیل قرآن وسنت ہی ہیں، لیکن ان کو سمجھنے کے لیے فہم سلف کا التزام ضروری ہے، کیونکہ یہی سبیل المومنین ہے۔

دوسرے الفاظ میں یوں سمجھیں کہ قرآن کریم یا حدیث نبوی کے کسی لفظ کا صحیح معنیٰ سمجھنے کے لیے آپ لغت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اگر فہم قرآن وسنت میں ائمہ لغت کی بات کو آپ مان لیتے ہیں تو صحابہ وتابعین کا فہم ان ائمہ لغت کی بات سے بھی کم قیمت ہے؟

اشکال نمبر ②:

آپ جب سلف صالحین، یعنی صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے فہم کو معتبر سمجھتے ہیں اور بعد والوں کے فہم کو کچھ بھی حیثیت نہیں دیتے تو پھر بہت سے مسائل میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ، علامہ ابن القیم رحمہ اللہ اور دیگر ائمہ کرام کی طرف کیوں رجوع کرتے ہیں اور ان کی عبارتیں کیوں پیش کرتے ہیں؟۔"

جواب:۔

یہ بھی سمجھنے کی غلطی ہے، کیونکہ ہم نے یہ کبھی نہیں کہا کہ بعد والے ائمہ دین کے اقوال کی کوئی حیثیت نہیں، بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ سلف کے مقابلے میں بعد والے ائمہ کے اقوال کی کوئی حیثیت نہیں، لہٰذا ہمارا قول مقید ہے، عام نہیں۔ اسے عموم پر محمول کرنا زیادتی ہے۔

مثلاً بالفرض کسی آیت یا کسی حدیث کا ایک مفہوم صحابی رسول بیان کریں اور دوسرا شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تو ہم سلفی لوگ کہیں گے کہ صحابی رسول رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں ابن

www.AhleSunnatPk.com

تیمیہ رحمہ اللہ کا فہم کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔لیکن اس کے برعکس اگر ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول سلف کے قول کے مخالف نہ ہو تو ہم اہل الحدیث اسے اپنے سر ماتھے پر رکھیں گے۔کوئی ایسی مثال پیش نہیں کی جاسکتی، جس میں ہم نے سلف کے مقابلے میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے فہم کو ترجیح دی ہو۔

پھر یہ بات بھی بیان ہو چکی ہے کہ حدیث نبوی کے مطابق سب سے بہتر زمانہ صحابہ کرام کا ہے، لہٰذا صحابہ کرام کے فہم کی موجودگی میں اس کے خلاف فہم تابعین معتبر نہیں، اسی طرح صحابہ کرام کے بعد تابعین کا زمانہ بہتر ہے، لہٰذا فہم تابعین کے مقابلے میں فہم تبع تابعین معتبر نہیں۔اسی طرح تابعین کے بعد سب سے بہتر زمانہ تبع تابعین کا ہے، لہٰذا تبع تابعین کے مقابلے میں بعد والوں کا فہم معتبر نہیں۔ہاں! بعد والوں کا فہم پہلے لوگوں کے فہم کے مطابق ہو تو الحمدللہ!

اہل الحدیث کے اسلاف کا بھی یہی طرز عمل تھا کہ وہ صحابہ کرام کے فہم کے مقابلے میں تابعین کے فہم کو معتبر نہیں سمجھتے تھے، جیسا کہ نکاح شغار کے مفہوم کے بارے میں نافع مولیٰ ابن عمر رحمہ اللہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعریفات ذکر کرنے کے بعد مولانا عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اب ان دونوں تعریفوں میں مقابلہ کیا جائے تو نافع تابعی ہیں اور حضرت معاویہ صحابی ہیں اور صحابی کا قول تابعی سے مقدم ہے۔“

(الاعتصام: ۱۵/۶۲)

قارئین کرام اللہ کے لیے سمجھنے کی کوشش کریں کہ یہی فہم سلف کا مسئلہ ہے، جو محدث روپڑی رحمہ اللہ نے سمجھا دیا ہے۔اسی طرح تابعین کے مقابلے میں تبع تابعین اور تبع تابعین

www.AhleSunnatPk.com

کے مقابلے میں بعد والوں کا فہم معتبر نہیں۔

اب تو یقیناً یہ اشکال ختم ہو گیا ہو گا کہ ہم کبھی بعد والوں کا فہم کیوں پیش کرتے ہیں؟

اشکال نمبر ③:

سلف صالحین بھی آخر انسان تھے۔ان سے قرآن وسنت کے سمجھنے میں غلطی کا امکان موجود تھا۔

جواب:

یہ بات بالکل درست ہے کہ سلف صالحین بھی انسان تھے، یقیناً ان کو بھی غلط فہمی ہو سکتی تھی، لیکن سب کے سب سلف کبھی کسی غلطی پر جمع نہیں ہو سکتے۔اگر کوئی شخص یہ کہہ دے کہ صحابہ وتابعین وتبع تابعین سب کے سب قرآن وسنت کی کسی نص کو سمجھ نہ پائے تھے تو اس کی گمراہی میں کوئی شک وشبہ نہیں۔مزید تفصیل اگلے اشکال کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

پھر کیا یہ بات کہنے والے ائمہ دین یا اپنے آپ کو غلطی سے مبرا سمجھتا ہے؟ اگر سلف سے فہم میں غلطی ہو سکتی تھی تو بعد والوں سے بالاولیٰ ہو سکتی ہے، کیونکہ صحابہ وتابعین نے اس دین کو قریب سے دیکھا ہے۔لہٰذا جس سے غلطی کا امکان زیادہ ہے، اس کے فہم کے مقابلے میں ان لوگوں کا فہم معتبر ہو گا، جن سے غلطی کا فہم کم تھا۔

اشکال نمبر ④:

کئی صحابہ کرام کے کئی تفردات مشہور ہیں۔اگر فہم سلف حجت ہے تو پھر ان تفردات پر عمل کیوں نہیں کیا جاتا؟۔"

www.AhleSunnatPk.com

جواب:

ہمارے بعض بھائی فہم سلف کا انکار کرنے کے لیے اکثر صحابہ کرام کے ایسے تفردات پیش کرتے ہیں، جن کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان صحابہ کرام تک اس بارے میں کوئی حدیث پہنچی ہی نہیں ہوتی اور وہ اپنے اجتہاد پر عمل کر رہے ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے عرض ہے کہ وہ اپنے اعتراض کو قابل التفات بنانے کے پہلے یہ ثابت کیا کریں کہ ایسے تفرد والے صحابی تک وہ حدیث پہنچی بھی ہے۔

یا یہ لوگ کسی ایسے مسئلہ کو دلیل بنانے کی کوشش کرتے ہیں، جس میں صحابہ کرام کے رائے اور ان کا اجتہاد مختلف ہوگیا تھا، کچھ صحابہ کرام نے کسی نص کا ایک مطلب سمجھا اور کسی صحابی نے کچھ اور سمجھ لیا، لیکن ایسے مسائل پیش کرنے سے ہمارے ان بھائیوں کا مدعا ذرا برابر بھی ثابت نہیں ہوسکتا، کیونکہ فہم سلف کسی ایک صحابی یا تابعی یا تبع تابعی کے فہم کا نام نہیں، بلکہ اس سے مراد مجموعی فہم ہوتا ہے، مثلاً اگر صحابہ کرام قرآن وسنت کی کسی نص کے فہم میں متفق الخیال ہوں اور ان کی تین مختلف آرا ہوں تو پھر بھی صحابہ کرام کی آراء کے مجموعہ میں سے کوئی ایسی ایک رائے اور کوئی ایسا ایک فہم، جسے آپ قرآن وسنت کے زیادہ قریب سمجھیں، اسے اپنا لیں، نہ کہ سب کے فہم کو چھوڑ کر ایک نیا فہم نکالیں، یہ بدعت ہوگی۔ دونوں صورتوں میں فہم صحابہ کرام کا ہی معتبر ٹھہرا۔

اگر کسی صحابی کو غلط فہمی ہوئی ہے تو درست بات کس کو سمجھ آئی ہے؟ کیا کسی اور صحابی کو بھی سمجھ نہیں آئی؟ یقیناً ایسا نہیں ہوسکتا کہ سب صحابہ کرام دین کے سمجھنے میں غلطی پر رہے ہوں، کسی ایک کو بھی سمجھ نہ آئی ہو اور بعد والے کسی شخص کو صحیح بات سمجھ آئی ہو۔ ایسا کہنا تو عقیدے کی سخت خرابی اور بہت بڑی گمراہی ہے، کیونکہ بشہادت نبوت وہ بہترین زمانہ

www.AhleSunnatPk.com

ہیں۔

کیا بہترین زمانہ وہ ہوتا ہے، جس میں کسی ایک کو بھی دین کا صحیح فہم حاصل نہ ہو؟ یہی بات صحابہ کرام کے بعد تابعین اور تبع تابعین اور کے بارے میں بھی ہے، کیونکہ ان کے بارے میں بھی رسول اللہ ﷺ کی گواہی موجود ہے۔ ضروری طور پر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اگر سلف میں سے کسی کو فہم میں غلطی لگی ہے تو اسی دور میں ایسے لوگ بھی موجود تھے، جن کا فہم اس حوالے سے بالکل درست تھا۔ یعنی حق فہم سلف میں بہرحال موجود ہے۔ اب آپ کا فرض ہے کہ اسے تلاش کریں، نہ کہ اس کا انکار کر کے کوئی نیا طریقہ نکالیں۔

اشکال نمبر ⑤:

مانا کہ اختلافی صورت میں سب کا نہیں تو بعض صحابہ کرام یا بعض سلف کا فہم معتبر ہو جائے گا، پھر بھی فہم سلف معتبر رہا، لیکن بسا اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ حدیث نبوی سن کر صحابہ کرام میں سے کسی کو بھی صحیح سمجھ نہیں آئی، تو ایسی صورت میں کیا ہو گا؟ مثلاً صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا تھا کہ میری وفات کے بعد تم میں سے سب سے پہلے وہ فوت ہو گی، جس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد ازواج مطہرات نے ہاتھوں کی باہم پیمائش شروع کر دی، حالانکہ سب سے پہلے فوت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ہوئیں، جن کے ہاتھ چھوٹے تھے، پھر ازواج مطہرات کو معلوم ہوا کہ فرمان نبوی میں ہاتھوں کی لمبائی سے مراد سخاوت تھی۔۔۔

جواب:

اس واقعہ میں فہم سلف کا انکار کرنے کے لیے کوئی دلیل نہیں، بلکہ اس سے ایسے دلائل

www.AhleSunnatPk.com

پیش کرنے والے بھائیوں کی اپنی ناسمجھی ظاہر ہوتی ہے۔ ہمارا ان سے سوال ہے کہ اگر ازواج مطہرات کو صحیح سمجھ نہیں آئی تھی تو پھر کس کو آئی تھی؟ اللہ تعالیٰ اگر سمجھ دے اور تعصب کو دور کر کے اس حدیث کا مکمل مطالعہ کر لیا جائے تو خود اسی حدیث میں ازواج مطہرات کا اپنا بیان موجود ہے کہ ان کو بعد میں صحیح پھر بھی ان کو حاصل ہو گیا تھا۔

اعتراض اس وقت بنتا جب یہ ثابت کیا جاتا کہ ازواج مطہرات اور تمام صحابہ کرام میں سے کسی کو صحیح سمجھ نہ آئی تھی، پھر بعد کے کسی دور میں یہ عقدہ حل ہوا تھا، حالانکہ ایسا ممکن ہی نہیں اور ایسی کوئی مثال پیش ہی نہیں کی جا سکتی۔

اشکال نمبر ⑥:

فہم سلف کا معتبر ہونا تسلیم ہے، مگر یہ قاعدہ کلی نہیں، بلکہ اکثری قاعدہ ہے۔ بسا اوقات اس کے خلاف بھی ہو جاتا ہے، یعنی بعد والوں کو سلف سے زیادہ فہم حاصل ہو سکتا ہے۔"

جواب:

نبی اکرم ﷺ کے فرمان گرامی کے مطابق سلف صالحین علم و عمل اور فہم و سمجھ ہر اعتبار سے بعد والوں سے بہت بہتر تھے۔

اس سلسلے میں عالم ربانی، شیخ الاسلام ثانی حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے کیا، خوب بات کہی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے بہتر ہونے کے بارے میں جو حدیث نبوی ہے، وہ مطلق ہے، یعنی ہر اعتبار سے وہ بعد والوں سے بہتر تھے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ کسی صحابی نے غلط فتویٰ دیا اور صحابہ کرام میں سے کسی نے اس غلطی پر تنبیہ نہیں کی، پھر بعد والے کسی زمانے میں کسی شخص نے اس غلطی کی طرف توجہ دلائی۔۔۔ تو ایسا شخص اس

www.AhleSunnatPk.com

حدیث پر ایمان نہیں لاتا، کیونکہ اس کے نزدیک اس اعتبار سے بعد والا زمانہ بہتر ہوا، جس میں غلطی پکڑی گئی، حالانکہ نبی اکرم ﷺ ہر اعتبار سے پہلے تین زمانوں کو بہتر قرار دے رہے ہیں۔۔۔"

(اعلام الموقعين لابن القيم : ١٣٦/٤)

بدعات کے رد کے لیے ائمہ دین یہی دلیل دیتے رہے ہیں۔

جو بھائی اس قاعدہ کو کلی نہیں سمجھتے، ان سے سوال کیا جانا چاہیے کہ جب آپ کسی بدعت کے رد میں دلائل دیتے ہوئے یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ قرآن وحدیث کا یہ معنیٰ ہوتا تو صحابہ کرام سب سے پہلے سمجھتے۔۔۔اگر عین اسی وقت آپ کو کوئی گمراہ یہ کہہ دے کہ یہ قاعدہ کلی نہیں تو آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہے؟

ہم یہاں اس کی ایک بہت ہی خوبصورت مثال پیش کرتے ہیں:

عیسیٰ بن طہمان کہتے ہیں کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہمارے پاس بغیر بالوں کے چمڑے کے دو جوتے لائے، ان کے دو تسمے تھے، اس کے بعد مجھے ثابت بنانی نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے واسطے سے بتایا کہ یہ نبی کریم ﷺ کے جوتے تھے۔"

(صحيح بخاري : ٣١٠٧)

ایک دفعہ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے ایک سبز جبہ نکالا اور فرمایا: "یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا، آپ فوت ہوئیں تو میں نے اپنے پاس رکھ لیا، نبی کریم ﷺ اسے زیب تن فرمایا کرتے تھے، ہم اسے بیماروں کے لیے شفا کی امید سے پانی میں ڈالتے ہیں۔"

(صحيح مسلم : ٢٠٦٩)

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے ایک پیالہ اپنے پاس رکھا ہوا تھا، جسے وہ تبرک نبوی سمجھتے تھے۔

www.AhleSunnatPk.com

(صحیح بخاری : ٥٦٣٧)

عبیدہ رحمہ اللہ کہتے ہیں، ہمارے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک تھے، جنہیں ہم نے سیدنا انس یا ان کے گھر والوں سے لیا تھا، کہتے ہیں، اگر میرے پاس آپ کا ایک بال ہو تو مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ پیارا ہے۔''

(صحیح بخاری : ١٧٠)

یہ چاروں احادیث حصول تبرک کے جواز پر دلالت کرتی ہیں اور ان احادیث سے کچھ بدعتی حضرات اپنے بزرگوں سے تبرک حاصل کرنے کو عبادت سمجھتے ہیں، لیکن اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ تبرک صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھا، اس پر دلیل کیا ہے؟ صرف فہم صحابہ!

جیسا کہ حافظ شاطبی فرماتے ہیں: ''صحابہ کرام نے آپ کی وفات کے بعد آپ کے علاوہ کسی کے لیے یہ (تبرک) مقرر نہ کیا، کیونکہ آپ کے بعد امت میں سب سے افضل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے، آپ کے بعد خلیفہ بھی تھے، ان کے ساتھ اس طرح کا کوئی معاملہ نہیں کیا گیا، نہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ہی ایسا کیا، وہ سیدنا ابوبکر کے بعد امت میں سب سے افضل تھے، پھر اسی طرح سیدنا عثمان و علی رضی اللہ عنہما اور دوسرے صحابہ کرام تھے، کسی سے بھی باسند صحیح ثابت نہیں کہ کسی نے ان کے بارے میں اس طرح سے کوئی تبرک والا سلسلہ جاری کیا ہو۔۔۔''

(الاعتصام : ٨/٢)

اسی طرح مولانا عمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ تبرک کے سلسلہ میں بدعتی لوگوں کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''فہم دین صحابہ کا معتبر ہے۔۔۔''

(سنن ابو داوٗد : ٥٢٤/٢، طبع دار السلام)

www.AhleSunnatPk.com

اب اگر کوئی بدعتی یہ کہہ دے کہ یہ قاعدہ کلی نہیں ہے اور یہ کیسے ممکن ہے کہ کسی حدیث کو صحابہ کرام کے عمل نہ کرنے کی وجہ سے خاص قرار دیا جائے تو یہ اس کی ہٹ دھرمی کے سوا کچھ نہیں۔

معلوم ہوا کہ یقیناً یہ قاعدہ کلی ہے کہ ہمارے اسلاف یعنی صحابہ، تابعین اور تبع تابعین نے قرآن وسنت کو ہماری نسبت بہت بہتر انداز میں سمجھا ہے۔اس قاعدے کے کلی ہونے پر ائمہ دین کا اتفاق ہے، کسی ثقہ امام ومحدث نے اس کے کلی ہونے کا انکار نہیں کیا، بلکہ وہ بدعتی لوگوں کو پکار پکار کر اسی کلی قاعدہ کی طرف دعوت دیتے رہے ہیں اور اسی کلی قاعدہ کے ذریعے گمراہوں کا ناطقہ بند کرتے رہے ہیں۔اس سلسلے میں آپ ائمہ اہل سنت کے بہت سے اقوال ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

اگر کسی بھائی کے پاس اس کے خلاف ائمہ دین میں سے کسی کا کوئی قول ہو تو وہ پیش کرے۔اگر ایسی کوئی بات نہیں ہے تو کیا سب ائمہ دین ایک غلط بات پر ڈٹے رہے ہیں؟!!!

اشکال نمبر ⑦:

’’جب ائمہ دین کا یہ اتفاقی عقیدہ تھا کہ ہر معاملے میں فہم سلف ہی معتبر ہوتا ہے تو کئی مرتبہ انہی ائمہ دین کے بارے میں یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ یہاں ان کا فہم سلف کے فہم کے خلاف ہے، لہٰذا ہم نہیں مانتے۔۔۔ائمہ دین فہم سلف کو حجت ماننے کے بعد پھر خود فہم سلف کے خلاف کیوں کہہ دیتے تھے؟ اس کا مطلب تو یہی ہوا کہ وہ اس کو قاعدہ کلی نہیں سمجھتے تھے۔۔۔‘‘

www.AhleSunnatPk.com

جواب:

ایسا ہرگز نہیں ہے کہ ائمہ دین فہم سلف کے حجت ہونے کی کلیت کا انکار کرتے تھے، بلکہ جہاں کہیں انہوں نے کوئی ایسی بات کہی ہے جو فہم سلف کے خلاف تھی تو وہاں بھی ان کا اعتماد فہم سلف پر ہی تھا، لیکن سلف سے مروی جس روایت پر انہوں نے اعتماد کیا تھا، ہماری تحقیق میں وہ ثابت نہ ہوسکی، لہٰذا ہمارے نزدیک ان کی بات سلف کے فہم کے خلاف ہوگئی، اگرچہ انہوں نے اپنی کوشش کے مطابق فہم سلف پر ہی اعتماد کیا تھا۔

اب ائمہ دین تو اپنی تحقیق کے مطابق فہم سلف پر ہی عمل کررہے تھے، وہ عنداللہ معذور و ماجور ہوں گے، لیکن ان لوگوں کو سوچنا چاہیے جو یہ جانتے ہوئے بھی کہ ان ائمہ کے پاس سلف کی جو روایت تھی، ثابت نہیں ہے، پھر بھی ائمہ دین کے ایسے موقف پر ڈٹے رہتے ہیں۔۔۔

نوٹ:

بعض لوگ بہت جرات سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ صحابہ کرام کا فہم کیسے معتبر ہوسکتا ہے، حالانکہ بعض صحابہ قرآن وسنت کی نصوص سننے کے بعد بھی اپنی بات پر ڈٹے رہتے تھے؟ اس سلسلے میں وہ صحیح بخاری سے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ جنبی آدمی تیمّم سے پاک نہیں ہوسکتا۔ پھر ان کے سامنے قرآن کریم کی آیت کریمہ پڑھی گئی، لیکن وہ اپنے موقف پر ڈٹے رہے، رجوع نہیں کیا۔

یہ منکرین حدیث کا ایک چکمہ تھا، جس میں ہمارے بعض بھائی بھی آ گئے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر عرض کرتے ہیں کہ صحابہ کرام کے بارے میں ایسی بات کہنا ایمان کے

www.AhleSunnatPk.com

لیے بہت خطرناک ہے۔ یہ بات تو کوئی رافضی شیعہ کہے کہ صحابہ کرام قرآن وسنت کی نصوص کے خلاف ڈٹ جاتے تھےتو اس کو زیبا ہے،لیکن کسی سنی مسلمان کوتو ایسی بات زیب نہیں دیتی۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اگلے شمارہ میں ہم یہ وضاحت کریں گے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس الزام سے بالکل بری ہیں اور یہ بات کہنے والوں کوخود بہت بڑی غلط فہمی ہوئی ہے۔

❀❀❀❀❀❀❀

کفن پرلکھنا بدعت ہے!

قبر میں شجرہ یا غلاف کعبہ یا عہد نامہ یا دیگر ''تبرکات'' کا رکھنا، نیز مردے کے کفن یا پیشانی پرانگلی یا مٹی یا کسی اور چیز سے عہد نامہ یا کلمہ طیبہ لکھنا ناجائز اور بدعت سیئہ اور قبیحہ ہے۔ یہ خانہ ساز دین، آسمانی دین کے خلاف ہے۔قرآن وحدیث میں ان افعال قبیحہ پر کوئی دلیل نہیں، بلکہ سلف صالحین میں سے کوئی بھی ان کا قائل وفاعل نہیں۔ یہ بدعتیوں کی ایجادات ہیں۔ اہل سنت ان خرافات و بدعات سے بیزار ہیں، کیونکہ یہ انتہائی جرات مندانہ اقدام دین الٰہی میں بگاڑ کا باعث ہے۔

ان افعال قبیحہ کے ثبوت پرپیش کیے گئے دلائل کا علمی جائزہ پیش خدمت ہے:

جناب احمد یارخان نعیمی بریلوی رحمہ اللہ (۱۳۲۴۔۱۳۹۱ھ) لکھتے ہیں:

قبر میں بزرگان دین کے تبرکات اور غلاف کعبہ وشجرہ یا عہد نامہ رکھنا مردہ کی بخشش کا وسیلہ ہے۔قرآن فرماتا ہے: وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ

www.AhleSunnatPk.com

(جاء الحق از احمد یار خان نعیمی : ۱/۳۳۶)

اس آیت کریمہ سے عہد نامہ وغیرہ کے جواز پر استدلال کرنا باطل ہے، کیونکہ صحابہ کرام اور ائمہ دین میں سے کسی نے اس آیت کریمہ سے یہ استدلال نہیں کیا۔لہٰذا یہ کلام الٰہی کی معنوی تحریف ہے۔اس آیت میں بالاتفاق وسیلہ سے مراد نیک اعمال ہیں، جیسا کہ:

مفسر قرآن حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۰۰۔۷۷۴ھ) اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وهذا الذى قاله هؤلاء الأئمة، لا خلاف فيه بين المفسرين .

''ان ائمہ نے جو کہا ہے (کہ وسیلہ سے مراد نیک اعمال ہیں)، اس میں مفسرین کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔''

(تفسیر ابن کثیر : ۲/۵۳۵)

بعض لوگ تمام مفسرین اور ائمہ اہل سنت کا اتفاقی معنیٰ ترک کر کے اپنی مرضی کا معنیٰ لیتے ہیں، لیکن پھر بھی ان کے سنی ہونے میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا، کیوں؟

علامہ شاطبی رحمہ اللہ (م۷۹۰ھ) لکھتے ہیں:

فَكُلُّ مَنِ اعْتَمَدَ عَلَى تَقْلِيدِ قَوْلٍ غَيْرِ مُحَقَّقٍ، أَوْ رَجَّحَ بِغَيْرِ مَعْنًى مُعْتَبَرٍ فَقَدْ خَلَعَ الرِّبْقَةَ وَاسْتَنَدَ إِلَى غَيْرِ شَرْعٍ، عَافَانَا اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ بِفَضْلِهِ، فَهَذِهِ الطَّرِيقَةُ فِى الْفُتْيَا مِنْ جُمْلَةِ الْبِدَعِ الْمُحْدَثَاتِ فِى دِينِ اللَّهِ تَعَالَى، كَمَا أَنَّ تَحْكِيمَ الْعَقْلِ عَلَى الدِّينِ مُطْلَقًا مُحْدَثٌ .

''ہر وہ شخص جو کسی غیر ثابت شدہ قول کی تقلید پر اعتماد کرتا ہے یا بغیر کسی وجہ کے اسے راجح قرار دے، اس نے (اسلام کی) رسی اتار دی اور شریعت کے علاوہ

www.AhleSunnatPk.com

کسی اور چیز پر اعتماد کر لیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں ایسے کاموں سے بچائے۔ فتویٰ میں یہ طریقہ اختیار کرنا ان بدعات میں سے ہے، جو اللہ تعالیٰ کے دین میں نکالی گئی ہیں، جیسا کہ عقل کو دین پر حاکمیت دینا مطلق طور پر بدعت ہے۔''

(الاعتصام للشاطبي : ۱۷۹/۲)

نعیمی صاحب دوسری دلیل لکھتے ہیں:

''یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھائیوں سے فرمایا تھا: (اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَذَا فَأَلْقُوهُ عَلَى وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا) (سورة يوسف : ۹۳) ''میری قمیص لے جا کر والد صاحب کے منہ پر ڈال دو، وہ انکھیارے ہو جائیں گے۔'' معلوم ہوا کہ بزرگوں کا لباس شفا بخشتا ہے، کیونکہ یہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قمیص تھی، تو امید ہے کہ بزرگوں کا نام مردے کی عقل کھول دے اور جوابات یاد آ جائیں۔''

(جاء الحق از نعیمی : ۳۳٦/۱)

یہ پیغمبر کا معجزہ تھا۔ معجزہ سے شرعی احکام ثابت نہیں ہوتے، نیز سلف صالحین سے یہ بات ثابت نہیں، لہٰذا یہ دین نہیں۔

یہ کہنا کہ یہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قمیص تھی، محض بے دلیل بات ہے، کیونکہ قرآن مجید کی خلاف ورزی ہے۔ آیت کریمہ میں ہے کہ (اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَذَا) ''میری قمیص لے جاؤ۔''

نیز فرمایا:

وَجَاءُوا عَلَى قَمِيصِهِ بِدَمٍ كَذِبٍ. (يوسف : ۱۸)

www.AhleSunnatPk.com

”وہ (اخوان یوسف) ان (سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی قمیص پر جھوٹا خون لائے۔“

جناب نعیمی صاحب تیسری دلیل ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تہبند شریف اپنی بیٹی سیدہ زینب کے کفن میں شامل فرما دیا تھا۔“

(جاء الحق از نعیمی: ۱/۳۳۶)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیص بطور تبرک دی تھی اور تبرک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے ساتھ خاص تھا، اب کسی اور کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیاس نہیں کیا جا سکتا، جیسا کہ علامہ شاطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَهُوَ أَنَّ الصَّحَابَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ . بَعْدَ مَوْتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ . لَمْ يَقَعْ مِنْ أَحَدٍ مِنْهُمْ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ بِالنِّسْبَةِ إِلَى مَنْ خَلَّفَهُ، إِذْ لَمْ يَتْرُكِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَهُ فِي الْأُمَّةِ أَفْضَلَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ)، فَهُوَ كَانَ خَلِيفَتَهُ، وَلَمْ يُفْعَلْ بِهِ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ، وَلَا عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا)، وَهُوَ كَانَ فِي الْأُمَّةِ بَعْدَهُ، ثُمَّ كَذٰلِكَ عُثْمَانُ، ثُمَّ عَلِيٌّ، ثُمَّ سَائِرُ الصَّحَابَةِ الَّذِينَ لَا أَحَدَ أَفْضَلَ مِنْهُمْ فِي الْأُمَّةِ، ثُمَّ لَمْ يَثْبُتْ لِوَاحِدٍ مِنْهُمْ مَنْ طَرِيقٍ صَحِيحٍ مَعْرُوفٍ أَنَّ مُتَبَرِّكًا تَبَرَّكَ بِهِ عَلَى أَحَدِ تِلْكَ الْوُجُوهِ أَوْ نَحْوِهَا، بَلِ

www.AhleSunnatPk.com

فہرست

اقْتَصَرُوا فِيهِمْ عَلَى الِاقْتِدَاءِ بِالْأَفْعَالِ وَالْأَقْوَالِ وَالسِّيَرِ الَّتِي اتَّبَعُوا فِيهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَهُوَ إِذًا إِجْمَاعٌ مِنْهُمْ عَلَى تَرْكِ تِلْكَ الْأَشْيَاءِ كُلِّهَا.

"صحابہ کرام نے آپ کی وفات کے بعد آپ کے علاوہ کسی کے لیے یہ (تبرک) مقرر نہ کیا، کیونکہ آپ کے بعد امت میں سب سے افضل سیدنا ابوبکر صدیق تھے، آپ کے بعد خلیفہ بھی تھے، ان کے ساتھ اس طرح کا کوئی معاملہ نہیں کیا گیا، نہ سیدنا عمر نے ہی ایسا کیا، وہ سیدنا ابوبکر کے بعد امت میں سب سے افضل تھے، پھر اسی طرح سیدنا عثمان و علی رضی اللہ عنہما اور دوسرے صحابہ کرام تھے، کسی سے بھی باسند صحیح ثابت نہیں کہ کسی نے ان کے بارے میں اس طرح سے کوئی تبرک والا سلسلہ جاری کیا ہو، بلکہ ان (صحابہ) کے بارے میں انہوں (دیگر صحابہ و تابعین) نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع پر مبنی اقوال و افعال اور طریقہ کار پر اکتفا کیا ہے، لہٰذا یہ ان کی طرف سے ترک تبرکات پر اجماع ہے۔"

(كتاب الاعتصام للشاطبي : ٢/٨-٩)

مفتی صاحب بطور دلیل شاہ عبدالعزیز کے فتاوی کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں:

"قبر میں شجرہ رکھنا بزرگان دین کا معمول ہے، لیکن اس کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ یہ مردے کے سینہ پر کفن کے اوپر یا نیچے رکھیں۔ اس کو فقہاء منع کرتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ مردے کے سر کی طرف قبر میں طاقچہ بنا کر شجرہ کاغذ میں رکھیں۔"

www.AhleSunnatPk.com

(جاء الحق: ۳۳۷/۱)

اگر بزگان دین سے مراد سلف صالحین، ائمہ محدثین ہیں تو یہ سفید جھوٹ ہے اور اگر احناف مراد ہیں تو وہ قرآن وحدیث اور سلف صالحین کی مخالفت میں ہمیشہ کمر بستہ نظر آتے ہیں۔

اگر کوئی ان ''بزرگان دین'' سے قرآن وحدیث سے دلیل مانگ لے تو کیا جواب ملے گا؟ یہ جسے چاہیں ممنوع ٹھہرا دیں اور جسے چاہیں جائز قرار دیں، جیسا کہ مردے کے سینہ پر کفن کے اوپر یا نیچے شجرہ رکھنا ممنوع قرار دیا اور قبر میں طاقچہ بنا کر رکھنا جائز قرار دیا۔ کیوں؟

جناب احمد یار خان نعیمی گجراتی بریلوی صاحب لکھتے ہیں:

''میت کی پیشانی یا کفن پر عہد نامہ یا کلمہ طیبہ لکھنا، اسی طرح عہد نامہ قبر میں رکھنا جائز ہے، خواہ تو انگلی سے لکھا جائے یا کسی اور چیز سے۔ امام ترمذی حکیم بن علی نے نوادر الاصول میں روایت کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

من کتب ھذا الدعاء وجعله بین صدر المیت وکفنه فی رقعة لم ینله عذاب القبر، ولا یری منکرا ونکیرا.

''جو شخص اس دعا کو لکھے اور میت کے سینے اور کفن کے درمیان کاغذ میں لکھ کر رکھے تو اس کو عذاب قبر نہ ہوگا اور نہ منکر نکیر کو دیکھے گا۔''

(جاء الحق: ۳۳۸/۱)

یہ بدعات کے ثبوت پر دلیل ہے۔ لگتا ہے کہ یہ دلیل ان کو شیطان نے وحی کی ہے، ورنہ نوادر الاصول تو کجا، دنیا جہان کی کسی حدیث کی کتاب میں اس کا ذکر تک نہیں ہے۔

www.AhleSunnatPk.com

یہ وضعی، بے سند اور من گھڑت روایت ان لوگوں کے ماتھے کا جھومر ہے۔ یہ لوگ دین میں بدعات جاری کرنے اور ان کے ثبوت پر جھوٹی روایات پیش کرنے میں اہل کتاب کو بھی پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔

نیز ان کو یہ بھی خیال نہیں آیا کہ یہ ان کے اپنے قول کے بھی خلاف ہے، جیسا کہ انہوں نے اپنی کتاب کے پچھلے ہی صفحہ پر ذکر کیا ہے کہ ان کے "فقہاء" مردے کے سینہ پر شجرہ یا عہد نامہ رکھنا ممنوع قرار دیتے ہیں۔ اگر نعیمی صاحب کے نزدیک یہ حدیث نبوی ہے تو ان کے "فقہاء" جو اس حدیث پر عمل کرنے سے منع کرتے ہیں، ان کا کیا حکم ہے؟

مفتی صاحب ایک نئی دلیل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"الحرف الحسن (یہ احمد رضا خان صاحب کی تصنیف ہے) میں ترمذی سے نقل کیا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو کوئی عہد نامہ پڑھے تو فرشتہ اسے مہر لگا کر قیامت تک کے لیے رکھ لے گا۔ جب بندے قبر سے اٹھائے جائیں گے تو فرشتہ وہ نوشتہ ساتھ لا کر ندا کرے گا کہ عہد والے کہاں ہیں؟ ان کو یہ عہد نامہ دیا جائے گا۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ

عن طاؤس أنه أمر بهذه الكلمات، فكتب في كفنه.

(الحرف الحسن)

(جاء الحق از نعیمی: ۳۳۹/۱)

یہ بے سند اور جھوٹی روایت ہے۔ شرعی احکام کی اس پر بنیاد ڈالنا اہل بدعت کا ہی وطیرہ ہوسکتا ہے۔ رہا طاؤس کا قول تو اس کا بھی حوالہ اور سند دونوں نہیں مل سکے۔

اس کے باوجود مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب لکھتے ہیں:

www.AhleSunnatPk.com

''عہد نامہ یا کلمہ طیبہ لکھنا، یہ دونوں کام جائز اور احادیث صحیحہ، اقوال فقہاء سے ثابت ہیں۔''

(جاء الحق از نعیمی : ۳۳۶/۱)

وہ احادیث صحیحہ کہاں ہیں؟ اگر بے سند روایات کا نام احادیث صحیحہ ہے تو پھر جھوٹ کسے کہتے ہیں؟

قارئین کرام! آپ نے بدعات کے ثبوت پر دلائل ملاحظہ فرما لیے، اس کے باوجود نعیمی صاحب لکھتے ہیں:

''میت کے لیے کفن وغیرہ پر ضرور عہد نامہ لکھا جاوے۔''

(جاء الحق از نعیمی : ۳٤۱/۱)

نعیمی صاحب ''فتاوٰی بزازیہ'' سے نقل کرتے ہیں:

''اگر میت کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر عہد نامہ لکھا تو امید ہے کہ اللہ اس کی بخشش کر دے اور اس کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے۔ امام نصیر نے فرمایا کہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ لکھنا جائز ہے اور مروی ہے کہ فاروق اعظم کے اصطبل کے گھوڑوں کے رانوں پر لکھا تھا:

حبس فی سبیل اللہ .

(جاء الحق از نعیمی : ۳۳۹/۱، ۳٤۰)

بدعات کے شیدائی دلائل سے تہی دست ہوتے ہیں۔ ''ڈوبتے کو تنکے کا سہارا'' کے مصداق ''مفتی'' صاحب نے کیسی دلیل پیش کی کہ فاروق اعظم کے اصطبل کے گھوڑوں کے رانوں پر لکھا تھا۔ یہ کائنات کا سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ اس کا معتبر حوالہ اور سند پیش کی

www.AhleSunnatPk.com

فہرست

جائے۔ پھر بھی کہاں گھوڑوں کے رانوں پر مذکورہ الفاظ لکھنا اور کہاں میت کی پیشانی یا کفن پر کلمہ طیبہ لکھنا۔

انا لله وانا اليه راجعون !

❀❀❀❀❀❀❀

تین کام چھوڑ دو!

امام میمون بن مہران تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ثلاث ارفضوهن، سب أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم، والنظر فى النجوم، والنظر فى القدر .

”تین کاموں کو چھوڑ دو:

۱۔محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو برا بھلا کہنا

۲۔ستاروں میں (بغرض تاثیر) غور وفکر

۳۔تقدیر میں غور وخوض

(فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل : ۱۹، وسندهٗ حسن)

تعداد رکعات وتر

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز وتر کی ایک، تین، پانچ، سات اور نو رکعات ثابت ہیں۔

ایک رکعت نماز وتر:

ربیع بن سلیمان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

www.AhleSunnatPk.com

سُئِلَ الشَّافِعِیُّ عَنِ الْوِتْرِ؟ : أَیَجُوزُ أَنْ یُوتِرَ الرَّجُلُ بِوَاحِدَةٍ لَیْسَ قَبْلَهَا شَیْءٌ؟ قَالَ : نَعَمْ، وَالَّذِی أَخْتَارُ أَنْ أُصَلِّیَ عَشْرَ رَکَعَاتٍ، ثُمَّ أُوتِرَ بِوَاحِدَةٍ، فَقُلْتُ لِلشَّافِعِیِّ : فَمَا الْحُجَّةُ فِی أَنَّ الْوِتْرَ یَجُوزُ بِوَاحِدَةٍ؟، فَقَالَ : الْحُجَّةُ فِیهِ السُّنَّةُ وَالْآثَارُ .

''امام شافعی رحمہ اللہ سے وتر کے بارے میں سوال کیا گیا کہ آدمی ایک وتر ایسے پڑھے کہ اس سے پہلے کوئی نماز نہ ہو تو کیا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں، جائز ہے، لیکن میں پسند یہ کرتا ہوں کہ دس رکعات پڑھ کر پھر ایک وتر پڑھوں۔ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے پوچھا: ایک وتر کے جائز ہونے کی کیا دلیل ہے؟ فرمایا: اس بارے میں سنت رسول اور آثار سلف دلیل ہیں۔''

(السنن الصغریٰ للبیهقي : ۵۹۳، وسندهٗ حسن)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صلاة اللیل مثنی مثنی، فإذا خشی أحدکم الصبح صلی رکعة واحدة، توتر لہ ما قد صلی .

''رات کی نماز دو، دو رکعت ہے، جب تم میں سے کوئی صبح ہونے سے ڈرے تو ایک رکعت پڑھ لے۔ وہ اس کی پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنا دے گی۔''

(صحیح بخاري : ۹۹۰، صحیح مسلم : ۷۴۹)

صحیح مسلم (۱۵۸/۷۴۹) کی ایک روایت کے الفاظ ہیں:

ویوتر برکعة من آخر اللیل .

”رات کے آخری حصے میں ایک وتر پڑھ لے۔“

صحیح مسلم (۷۵۲، ۷۵۳) میں سیدنا ابن عمر اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الوتر ركعة من آخر الليل .

”وتر رات کے آخری حصہ میں ایک رکعت کا نام ہے۔“

صحیح مسلم (۷۴۹/۱۵۹) کی ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

صلاة الليل مثنى مثنى، فإذا رأيت أن الصبح يدركك، فأوتر بواحدة .

”رات کی نماز دو، دو رکعت ہے، جب تو دیکھے کہ صبح ہونے کو ہے تو ایک وتر پڑھ لے۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلي بالليل إحدى عشرة ركعة، يوتر منها بواحدة، فإذا فرغ منها اضطجع على شقه الأيمن، حتى يأتيه المؤذن، فيصلي ركعتين خفيفتين .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعت پڑھتے تھے، ان میں سے ایک وتر ادا فرماتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہو جاتے تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے، حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مؤذن آتا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو ہلکی سی رکعتیں (فجر کی

www.AhleSunnatPk.com

سنتیں) ادا فرماتے۔"

(صحیح بخاری: ۹۹۴، صحیح مسلم: ۷۳۶، واللفظ لہٗ)

سیدنا ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الوتر حق، فمن شاء أوتر بخمس، ومن شاء أوتر بثلاث، ومن شاء أوتر بواحدة .

"وتر حق ہیں۔ جو چاہے سات پڑھے۔ جو چاہے پانچ پڑھے۔ جو چاہے تین پڑھے اور جو چاہے ایک پڑھے۔"

(سنن ابی داوٗد: ۱۴۲۲، سنن النسائی: ۱۷۱۱، سنن ابن ماجہ: ۱۱۹۰، وسندہٗ صحیح)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۲۴۱۰) اور حافظ ابن الملقن (البدر المنیر: ۴/۲۹۶) نے "صحیح" قرار دیا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ نے بخاری و مسلم کی شرط پر "صحیح" قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں:

أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أوتر برکعة .

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت وتر ادا فرمایا۔"

(سنن الدار قطنی: ۱۶۵۶، وسندہٗ صحیح)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

أوتر برکعة .

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت وتر پڑھا۔"

(صحیح ابن حبان: ۲۴۲۴، وسندہٗ صحیح)

www.AhleSunnatPk.com

ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشاء کے بعد ایک وتر پڑھا۔ ان کے پاس سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام بھی موجود تھے۔ انہوں نے آ کر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بتایا تو آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

دعه، فإنه قد صحب رسول الله صلى الله عليه وسلم .

"ان کو چھوڑو، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہیں۔"

(صحيح البخارى : ٣٧٦٤)

صحیح بخاری ہی کی ایک روایت (۳۷۶۵) میں ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

إنه فقيه .

"وہ فقیہ ہیں۔"

عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إن معاوية أوتر بركعة، فأنكر ذلك عليه، فسئل ابن عباس، فقال : أصاب السنة .

"سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک وتر پڑھا، ان پر اس چیز کا اعتراض کیا گیا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: انہوں نے سنت پر عمل کیا ہے۔"

(مصنف ابن ابی شيبة : ٢٩١/٢، وسندهٗ صحيح)

ایک رکعت وتر سنت ہے، فقیہ کی نشانی بھی یہ ہے کہ وہ ایک رکعت وتر کا قائل و فاعل ہوتا ہے۔ سیدنا معاویہ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہم دو جلیل القدر صحابی ایک رکعت وتر کے قائل و فاعل ہیں۔ آیئے دیگر صحابہ کرام کا عمل دیکھتے ہیں:

www.AhleSunnatPk.com

ابومجلز بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وتر کے بارے میں پوچھا اور کہا کہ اگر میں سفر میں ہوں تو کیا کروں؟ آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

ركعة من آخر الليل .

''رات کے آخری حصے میں ایک رکعت پڑھ لو۔''

(مصنف ابن ابی شیبة : ۳۰۱/۲، وسندهٗ صحیح)

عبدالرحمٰن تیمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ آج رات قیام اللیل پر مجھ سے کوئی سبقت نہ لے جائے گا۔ میں اٹھا تو اپنے پیچھے ایک آدمی کی آہٹ پائی۔ وہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ میں ایک طرف ہٹ گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے، قرآن کریم شروع کیا اور ختم کر دیا، پھر رکوع کیا اور سجدہ کیا۔ میں نے سوچا: شیخ بھول گئے ہیں۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نماز پڑھ چکے تو میں نے عرض کیا: اے امیر المومنین! آپ نے ایک ہی رکعت وتر ادا کی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔ یہ میرا وتر ہے۔''

(شرح معانی الآثار للطحاوی : ۲۹۴/۱، سنن الدار قطنی : ۳۴/۲، ح : ۱۶۵۶۔۱۶۵۸، وسندهٗ حسن)

عبداللہ بن مسلمہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز عشاء پڑھائی، پھر مسجد کے ایک کونے میں ایک رکعت ادا کی۔ میں آپ کے پیچھے گیا اور عرض کیا: اے ابو اسحاق! یہ کیسی رکعت ہے؟ فرمایا:

وتر، أنام عليه .

''یہ وتر ہے جو پڑھ کر میں سو رہا ہوں۔''

عمرو بن مرۃ کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات مصعب بن سعد کو بتائی تو انہوں نے کہا:

www.AhleSunnatPk.com

سعد رضی اللہ عنہ ایک رکعت وتر پڑھا کرتے تھے۔

(شرح معانی الآثار للطحاوی: ۲۹۵/۱، وسندہٗ حسن)

سیدنا عبداللہ بن ثعلبہ بن صغیر رضی اللہ عنہ جن کے چہرے پر فتح مکہ کے موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پھیرا تھا، وہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ جو کہ بدر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے، نماز عشاء کے بعد ایک وتر پڑھا کرتے تھے۔ اس سے زیادہ نہ پڑھتے تھے، حتی کہ رات کے وسط میں قیام کرتے تھے۔

(معرفة السنن والآثار للبیهقی: ۳۱٤/۲، ح: ۱۳۹۰، صحیح البخاری: ٦۳٥٦، وسندہٗ صحیح)

نافع رحمہ اللہ، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

أنه كان يوتر بركعة .

''آپ رضی اللہ عنہما ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔''

(الاوسط لابن المنذر: ۱۷۹/٥، وسندہٗ صحیح)

ابومجلز بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے مکہ و مدینہ کے درمیان عشاء کی نماز دو رکعت ادا کی، پھر کھڑے ہو کر ایک رکعت وتر پڑھا۔

(الاوسط لابن المنذر: ۱۷۹/٥، وسندہٗ صحیح)

جریر بن حازم بیان کرتے ہیں:

سألت عطاءا: أوتر بركعة؟ فقال: نعم، إن شئت.

''میں نے امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ کیا میں ایک رکعت وتر پڑھ کیا کروں؟ فرمایا: ہاں اگر چاہے تو پڑھ لیا کر۔''

(مصنف ابن ابی شیبة: ۲۹۲/۲، وسندہٗ صحیح)

www.AhleSunnatPk.com

ابن عون بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے پوچھا کہ اگر آدمی سو گیا اور صبح ہوگئی تو کیا صبح ہونے کے بعد وہ ایک رکعت وتر پڑھ لے؟ فرمایا:

لا أعلم به بأسا .

''میں اس میں کچھ حرج نہیں سمجھتا۔''

(مصنف ابن ابی شیبة : ۲/۲۹۰، وسندہٗ صحیح)

ایک تین، پانچ اور سات وتر احناف کی نظر میں

ایک، تین، پانچ اور سات رکعت وتر پڑھنا جائز ہیں۔ اب ہم مقلدین کی معتبر کتب کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں:

① مشہور حنفی جناب عبدالحئی لکھنوی صاحب لکھتے ہیں:

وقد صح من جمع من الصحابة أنهم أوتروا بواحدة، دون تقدم نفل قبلها .

''صحابہ کرام کی ایک جماعت سے یہ بات صحیح ثابت ہے کہ انہوں نے پہلے کوئی نفل پڑھے بغیر ایک رکعت وتر ادا کیا۔''

(التعلیق الممجد للکنوی : ۱/۵۰۸)

② علامہ سندھی حنفی، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

هذا صريح فى جواز الوتر بواحدة .

''یہ حدیث ایک وتر کے جائز ہونے میں واضح ہے۔''

(حاشیة السندی علی النسائی : ۲/۳۰)

www.AhleSunnatPk.com

③ جناب انور شاہ کشمیری دیو بندی لکھتے ہیں:

نعم، ثابت عن بعض الصحابة بلا ريب.

''ہاں، بعض صحابہ کرام سے بلا شک وشبہ ایک وتر پڑھنا ثابت ہے۔''

العرف الشذی للکشمیری : ۱۲/۲)

④ جناب عبدالشکور فاروقی لکھنوی دو بندی لکھتے ہیں:

''یہ (صرف تین وتر پڑھنا) مذہب امام صاحب کا ہے۔ان کے نزدیک ایک رکعت کی وتر جائز نہیں۔امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک وتر میں ایک رکعت بھی جائز ہے۔دونوں طرف بکثرت احادیث صحیحہ موجود ہیں۔''

(علم الفقه از عبدالشکور اللکنوی : حصه دوم : ۱۸۲)

تنبیہ نمبر ①:

بعض الناس پر لازم ہے کہ وہ اپنے امام سے ایک رکعت وتر کا عدم جواز بسند صحیح ثابت کریں۔

تنبیہ نمبر ②:

جس روایت میں تین وتر ہے ذکر ہے، اس سے ایک یا پانچ رکعت وتر کی نفی نہیں ہوتی۔

⑤ جناب خلیل احمد سہارنپوری دیو بندی لکھتے ہیں:

''وتر کی رکعت احادیث صحاح میں موجود اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہما صحابہ کرام اس کے مقر اور مالک رحمہ اللہ و شافعی رحمہ اللہ و

www.AhleSunnatPk.com

احمد رحمہ اللہ کا وہ مذہب، پھر اس پر طعن کرنا ان سب پر طعن ہے، کہو اب ایمان کا کیا ٹھکانہ؟۔۔۔"

(براھین قاطعه : ص ۷)

یادرہے کہ اس کتاب پر جناب رشید احمد گنگوہی دیو بندی کی تقریظ بھی ہے۔

سہارنپوری دیو بندی صاحب کی عبارت سے بہت سی باتیں ثابت ہوتی ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک رکعت وتر پر طعن کرنے والے بے ایمان ہیں۔

⑥ جب بعض لوگوں نے جناب سہارنپوری کی مذکورہ بالا کتاب پر اعتراضات کیے تو ان کے ردو جواب میں دیو بندیوں کے عقیدہ وحدت الوجود کے امام حاجی امداد اللہ "مکی" دیو بندی صاحب لکھتے ہیں:

"ایسے ہی ایک وتر کی بحث میں جو آپ نے لکھا ہے کہ صاحب "براہین" کا اعتراض امام صاحب و صاحبین تک پہنچتا ہے۔ یہ تو محض تعصب یا سفاہت ہے۔ صاحب "براہین" اس شخص کو رد کرتے ہیں، جو عموماً ایک وتر پڑھنے والوں پر طعن کرے، کیونکہ ایک وتر پڑھنے والے بعض صحابہ وائمہ بھی ہیں۔ حضرت امام و صاحبین نے کب ایک وتر پڑھنے والوں پر طعن کیا ہے اور وہ کب طعن کر سکتے ہیں کہ اس طرف بھی صحابہ کبار اور ائمہ خیار ہیں۔ صاحب "انوار ساطعہ" نے چونکہ بالعموم ایک وتر پڑھنے والوں کو مطعون کیا تھا، حالانکہ ان میں صحابہ وائمہ ہیں۔ اس کو متنبہ کیا ہے اور اس گستاخی سے روکا ہے۔"

(یہ تحریر براھین کے آخر میں ملحق ھے : ص ۲۸۰)

⑦ اس تحریر کے ایک مقلد محشی لکھتے ہیں:

www.AhleSunnatPk.com

''پس معترض کا یہ کہنا کہ ''براہین'' کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب وصاحبین کے ایمان کا بھی کیا ٹھکانہ، نہایت حمق وشقاوت ہے، کیونکہ ان حضرات نے ایک وتر پڑھنے والوں صحابہ وائمہ کو کبھی طعن نہیں کیا اور نہ کلمات تحقیر ان حضرات کی شان میں لکھے۔ مولف ''انوار ساطعہ'' نے بالعموم ایک وتر پڑھنے والوں کی نسبت کلمات ناشائستہ لکھے، اس لیے اس کو گستاخی سے روکا گیا ہے اور سمجھایا گیا ہے کہ تحقیر احادیث وتحقیر سلف میں ایمان کا ٹھکانا نہیں۔ اگر مؤلف ''انوار ساطعہ'' کہے کہ میری مراد حضرت صحابہ وائمہ قائلین وتر واحد پر اعتراض کرنا نہیں تو یہ عذر گناہ بدتر از گناہ ہے، کیونکہ اس کتاب میں بالتعمیم ایک وتر پڑھنے والوں پر اعتراض کیا ہے۔ حکم شرعی ظاہر پر ہے اور پھر سلف ہوں یا خلف، جس امر میں وہ متبع حدیث نبوی ہیں، اس فعل پر اعتراض نہیں ہوسکتا اور نہ اس کی تحقیر زیبا اعتراض جس پر ہے، کسی احادیث یا اتباع ہونے کی وجہ سے ہے، ورنہ چاہے کہ فرق باطلہ واہل ہویٰ جن عقائد واعمال میں اہل حق کے موافق ہیں، ان عقائد واعمال میں بھی اعتراض کیا جائے، پھر جب ایک وتر کے قائلین بھی صحابہ واہل سنت ہیں تو اس فعل پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟۔''

(ایضا: ص ۲۸۰)

⑧ جناب سہارنپوری کی تائید اور مؤلف ''انوار ساطعہ'' کے رد میں مشہور مقلد جناب محمود الحسن دیوبندی لکھتے ہیں:

''(عبدالسمیع رامپوری مؤلف انوار ساطعہ نے) وتر کی ایک رکعت پڑھنے والوں پر

www.AhleSunnatPk.com

سخت الفاظ کے ساتھ طعن کیا ہے۔ خیر اور تو وہی پرانا رونا ہے، جو مؤلف مذکورہ (عبدالسمیع) کے سلف کر چکے تھے، مگر وتر کی ایک رعت پڑھنے والوں پر جس کے بارے میں احادیث صحاح موجود ہیں اور بعض ائمہ مثل امام شافعی و امام احمد وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا وہ مذہب ہے۔ زبان درازی کرنا مؤلف مذکور کا ہی حصہ ہے۔ یہ جدا قصہ ہے کہ علمائے حنفیہ رحمۃ اللہ علیہم کا یہ مذہب بوجہ اور دلائل کے نہ ہو، مگر فقط اس امر سے ایک دوسرے پر طعن نہیں کرسکتا۔"

(الجهد المقل فی تنزیه المعز والمذل از محمود الحسن دیو بندی : ص ١٧)

⑨ اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

"بعض لوگوں کے نزدیک وتر ایک رکعت ہے اور بعض کے نزدیک تین ہیں اور بعض کے نزدیک پانچ ہیں اور ان سب میں تاویل مذکور جاری ہوسکتی ہے، مگر میرے نزدیک عمدہ طریقہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تینوں طرح ثابت ہے۔"

(تقریر ترمذی از تهانوی : ١٣٦)

اس کتاب پر جناب تقی عثانی دیوبندی صاحب کا مقدمہ موجود ہے۔

⑩ جناب اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب اپنے استاذ جناب شیخ محمد تھانوی صاحب دیوبندی سے نقل کرتے ہیں:

"(اہل حدیث) وتر کی تمام احادیث میں سے ایک رکعت والی حدیث پسند کی ہے، حالانکہ تین رکعتیں بھی آئیں ہیں، پانچ بھی آئی ہیں، سات بھی آئی ہیں۔"

(قصص الاکابر از تهانوی : ١٢٢)

جناب تھانوی صاحب کا یہ بہتان ہے کہ اہل حدیث نے ایک رکعت والی حدیث

www.AhleSunnatPk.com

پسند کی ہے، جبکہ اہل حدیث ایک رکعت کے علاوہ تین، پانچ اور سات رکعت وتر کی احادیث کو بھی ناپسند نہیں کرتے، بلکہ ان کے بھی قائل وفاعل ہیں۔

والحمد لله على ذلك!

⑪ جناب احمد سعید کاظمی بریلوی لکھتے ہیں:

''یعنی علامہ کرمانی نے فرمایا کہ حضرت قاسم بن محمد (سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے) کے قول ان کلا کے معنیٰ یہ ہیں کہ وتر ایک رکعت، تین رکعت اور پانچ رکعتیں اور سات وغیرہ سب جائز ہیں۔''

(مقالات کاظمی، حصہ سوم: ٤٨٨)

⑫ جناب احمد یار خان نعیمی بریلوی لکھتے ہیں:

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم وتر ایک رکعت پڑھتے تھے، تین یا پانچ پڑھتے تھے، سات پڑھتے تھے تو گیارہ تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے۔''

(جاء الحق از نعیمی، جلد دوم: ص ٢٦٣)

لمحہ فکریہ!

جناب سرفراز خان صفدر دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

''صد افسوس ہے کہ اس نازک دور میں جبکہ عیسائیت اور پرویزیت، کمیونزم اور دہریت اور قادیانیت وغیرہا حضرات صحابہ کرام اور ائمہ اسلام اور اہل حق سے بدظنی اور بے اعتمادی پیدا کرنے کے منصوبے کر رہی ہیں، تو اپنی ہی جماعت

www.AhleSunnatPk.com

میں حیات النبی کا مسئلہ تشتت وافتراق کا ذریعہ بن رہا ہے اور ایک ہی مادر علم کے پستانوں سے شیر روحانیت پینے والے ایک دوسرے سے بعید اور متنفر ہوتے جا رہے ہیں، بلکہ ایک چھوٹا سا طائفہ اپنے اکابر کے مسلک اور واضح عبارات کی غلط اور بے جا تاویلات کر رہا ہے۔ فالی اللہ المشتکی!

(آنکھوں کی ٹھنڈک از صفدر : ص ۱۷)

دعائے استفتاح!

ہمارے پیارے نبی اکرم ﷺ تکبیر تحریمہ کے بعد اور سورہ فاتحہ کی قراءت سے پہلے چپکے چپکے درج ذیل دعائیں پڑھتے تھے:

① سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر (تحریمہ) اور (سورہ فاتحہ کی) قراءت کے درمیان تھوڑی دیر خاموشی اختیار کرتے تھے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اس خاموشی میں آپ کیا پڑھتے ہیں؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: میں یہ دعا پڑھتا ہوں:

اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ، كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ.

”اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اس طرح دوری ڈال دے، جس طرح مشرق و مغرب کے درمیان تو نے دوری ڈالی ہے۔ اے اللہ! مجھے

www.AhleSunnatPk.com

گناہوں سے پاک و صاف کر دے، جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! میری خطاؤں کو پانی، برف اور اولوں سے دھو ڈال۔“

(صحیح البخاری : ۷۴٤، صحیح مسلم : ۵۹۸)

② سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے، پھر یہ دعا پڑھتے :

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ .

”اے اللہ! تو پاک ہے، تیری ہی تعریف و ثنا ہے، تیرا نام بابرکت ہے، تیری شان بہت بلند و برتر ہے، تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔“

اس کے بعد تین بار لَا إِلَـهَ إِلَّا اللّٰـه ”اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔“ اور تین بار اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا ”اللہ سب سے بڑا ہے۔“ پڑھتے تھے۔

اس کے بعد (یوں تعوذ) پڑھتے تھے :

أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهِ، وَنَفْخِهِ، وَنَفْثِهِ .

”میں شیطان مردود اور اس کے وسوسے، جنون و تکبر اور فریب و سحر سے اللہ کی پناہ لیتا ہوں جو خوب سننے اور خوب جاننے والا ہے۔“

پھر آپ سورہ فاتحہ کی قراءت کرتے تھے۔

(سنن ابی داوٗد : ۷۷۵، واللفظ له، سنن النسائی : ۹۰۰، سنن الترمذی : ۲٤۲، سنن ابن

www.AhleSunnatPk.com

ماجه : ۸۰٤، مسند الامام احمد : ۳/۵۰، ٦۹، وسندهٗ حسن)

اس کے راوی جعفر بن سلیمان الضبعی کی جمہور نے توثیق کر رکھی ہے۔ یہ صحیح مسلم کا راوی ہے اور ''حسن الحدیث'' ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

صدوق، صالح، ثقة مشهور.

''سچا ہے، نیک ہے، مشہور ثقہ ہے۔''

(المغنی للذهبی : ۱/۲۰۹)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی اس کو ''ثقہ'' کہا ہے۔

(تغلیق التعلیق لابن حجر : ۲/۵۳)

اس حدیث کے دوسرے راوی علی بن علی الرفاعی کو امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین، امام ابوزرعہ الرازی، امام ابوحاتم الرازی رحمۃ اللہ علیہم نے ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔
اس حدیث کے تیسرے راوی علی بن داؤد ابوالمتوکل الناجی ''ثقہ'' ہیں۔

(تقریب التهذیب لابن حجر : ٤۷۳۱)

اس حدیث کے بارے میں حافظ ہیثمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

رواه أحمد، ورجاله ثقات.

''اسے امام احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔''

(مجمع الزوائد : ٤/۲۳۸)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هذا حديث حسن، وقد وثق علي بن علي ابن معين وأحمد وأبو حاتم و آخرون، وسائر رواته رواة الصحيح.

www.AhleSunnatPk.com

''یہ حدیث حسن ہے۔علی بن علی کو امام ابن معین، امام احمد بن حنبل، امام ابو حاتم اور دیگر ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم نے ثقہ قرار دیا ہے۔اس کے باقی راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں۔''

(نتائج الافکار لابن حجر : ١/٤١٣، ٤١٤)

③ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو یہ دعا پڑھتے تھے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ، وَجَّهْتُ وَجْهِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا، وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي، وَمَحْيَايَ، وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهُ

''اے اللہ! تو پاک ہے، تیری ہی تعریف وثنا ہے۔تیرا نام بابرکت ہے، تیری شان بہت بلند و برتر ہے۔تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔میں نے اپنا چہرہ اس (اللہ) کی طرف متوجہ کیا ہے، جو ارض و سماء کو پیدا کرنے والا ہے۔میں حنیف ہوں، شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں، میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لیے ہے، جو تمام جہانوں کا رب ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔''

(السنن الکبریٰ للبیہقی : ٢/٣٥، وسندہٗ صحیح)

④ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے تھے:

www.AhleSunnatPk.com

وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا، وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي، وَنُسُكِي، وَمَحْيَايَ، وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهُ، وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، اللهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْتَ رَبِّي، وَأَنَا عَبْدُكَ، ظَلَمْتُ نَفْسِي، وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا، إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ، وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ، أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ.

”میں نے اپنا چہرہ اس (اللہ) کی طرف متوجہ کیا ہے، جو ارض و سماء کو پیدا کرنے والا ہے۔ میں حنیف (ہر مذہب سے الگ ہو کر اسلام کو ماننے اور اس پر ثابت قدم رہنے والا) ہوں۔ میں مشرک نہیں ہوں۔ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میر موت اللہ ہی کے لیے ہے، جو تمام جہانوں کا رب ہے، اس کا کوئی شریک و سہیم نہیں۔ تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔ میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اور اپنے گناہ کا اعتراف کیا ہے، لہٰذا تو مجھے معاف فرما دے، کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف نہیں کرتا۔ اچھے اخلاق کی طرف میری راہنمائی کر کہ تیرے سوا کوئی بھی اچھے اخلاق کی طرف راہنمائی

www.AhleSunnatPk.com

نہیں کرسکتا اور برے اخلاق سے مجھے باز رکھ کہ تیرے سوا کوئی بھی برے اخلاق کو دور نہیں کرسکتا۔ میں بار بار حاضر ہوں۔ ہر بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے۔ برائی تیری طرف منسوب نہیں ہے۔ میں تیرے ساتھ ہی قائم ہوں اور تیری طرف ہی رجوع کرتا ہوں۔ تو بہت بابرکت اور بلند ہے۔ میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔"

(صحیح مسلم: ۷۷۱)

⑤ محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نوافل کے لیے کھڑے ہوتے تو یہ کہتے:

اللَّهُ أَكْبَر، وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا، وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي، وَنُسُكِي، وَمَحْيَايَ، وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهُ، وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، اللهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْت، سُبْحَانَكَ وَ بِحَمْدِكَ.

"اللہ سب سے بڑا ہے۔ میں نے اپنا چہرہ اس (اللہ) کی طرف متوجہ کیا ہے، جو ارض و سماء کو پیدا کرنے والا ہے۔ میں حنیف (ہر مذہب سے الگ ہوکر اسلام کو ماننے اور اس پر ثابت قدم رہنے والا) ہوں۔ میں مشرک نہیں ہوں۔ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لیے ہے، جو تمام جہانوں کا رب ہے، اس کا کوئی شریک و سہیم نہیں۔ مجھے اسی کا حکم ہے۔ میں پہلا مسلمان ہوں۔ اے اللہ! تو بادشاہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود

www.AhleSunnatPk.com

(برحق) نہیں۔ تو پاک ہے، تیری ہی تعریف وثنا ہے۔"

اس کے بعد آپ قراءت کرتے۔

(سنن النسائی: ۸۹۹، وسندہٗ حسن)

فائدہ نمبر ①:

اسود بن یزید تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہتے، پھر یہ دعا پڑھتے:

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ .

پھر اس کے بعد تعوذ پڑھتے تھے۔

(سنن الداقطنی: ۱/۳۰۰، ح: ۱۱۳۳، وسندہٗ صحیح)

فائدہ نمبر ②:

ابو وائل (شقیق بن سلمہ) تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے تو کہتے:

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ .

آپ ہمیں یہ دعا سناتے (بلند آواز سے پڑھتے) تھے۔

(سنن الدارقطنی: ۱/۳۰۲، ح: ۱۱۴۱، وسندہٗ حسن)

اس کے راوی ابوبکر بن عیاش جمہور کے نزدیک "حسن الحدیث" ہیں۔

www.AhleSunnatPk.com

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أحد الأعلام، ثقة، يغلط .

''بڑے بڑے علمائے کرام میں سے ایک تھے، ثقہ تھے، کبھی غلطی کرتے تھے۔''

(المغنی : ۵۷۲/۲)

فائدہ نمبر ③:

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَإِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ، فَكَبِّرْ، وَارْفَعْ يَدَيْكَ، ثُمَّ قُلْ :

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ تَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ . ثُمَّ اقْرَأْ : بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فِي نَفْسِكَ، ثُمَّ اجْهَرْ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، يَعْنِي فِي صَلَاةِ الْجَهْرِ

''جب تو (امام) فرض نماز کے لیے کھڑا ہو تو اللہ اکبر کہہ اور رفع الیدین کر، پھر یہ دعا پڑھ:

سُبْحَانَكَ اللهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ .

پھر جہری نماز میں آہستہ آواز سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ، پھر سورہ فاتحہ اونچی آواز سے پڑھ۔

(الانصاف لابن عبدالبر : ۳۱، وسندہٗ صحیح)

www.AhleSunnatPk.com

⑥ سیدہ ام رافع رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا:
مجھے ایسے عمل کی طرف راہنمائی دیں، جس پر اللہ تعالیٰ مجھے اجر وثواب سے نوازے۔
(فرمایا) جب تو نماز کے لیے کھڑی ہو تو دس بار سبحان اللہ، دس بار لا الہ الا اللہ، دس بار الحمدللہ، دس بار اللہ اکبر اور دس بار استغفر اللہ کہہ۔ جب تو دس بار سبحان اللہ کہے گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ میرے لیے ہے۔ جب تو لا الہ الا اللہ کہے گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ میرے لیے ہے۔ جب تو الحمدللہ کہے گی تو اللہ فرمائے گا: یہ میرے لیے ہے۔ جب تو اللہ اکبر کہے گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ میرے لیے ہے۔ جب تو استغفر اللہ کہے گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یقیناً میں نے تجھے معاف فرما دیا ہے۔

(عمل اليوم والليلة لابن السنی: ۱۰۸، وسندهٔ حسن)

اس کا راوی عطاف بن خالد ''حسن الحدیث'' ہے۔ اس کو امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ ابن معین، امام ابوزرعہ، امام عجلی، امام ابن عدی اور جمہور رحمۃ اللہ علیہم نے ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

⑦ سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ جب آپ ﷺ نماز میں داخل ہوئے تو یہ کلمات پڑھ رہے تھے:
تین بار (اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا) ''اللہ سب سے بڑا ہے۔'' تین بار (اَلْحَمْدُلِلّٰهِ كَثِيْرًا) ''اللہ تعالیٰ کی بکثرت تعریفیں ہیں۔'' اور تین بار (سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا) ''میں صبح وشام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہوں۔'' اس کے بعد یوں تعوذ پڑھتے تھے:

اللهُمَ إِنِي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهِ، وَنَفْخِهِ، وَنَفْثِهِ .

''اے اللہ! میں مردود شیطان اور اس کے وسوسوں، جنون وتکبر اور فریب وسحر

www.AhleSunnatPk.com

سے تیری پناہ لیتا ہوں۔"

(مسند الامام احمد : ٤/٨٥، سنن ابی داوٗد : ٧٦٤، مسند علی بن الجعد : ١٠٥، وسندہٗ حسن)

اس حدیث کو امام ابن الجارود (١٨٠)، امام ابن خزیمہ (٤٦٨)، امام ابن حبان (١٧٧٩، ١٧٨٠) اور امام حاکم (١/ ٢٣٥) رحمۃ اللہ علیہم نے "صحیح" کہا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے امام حاکم رحمہ اللہ کی موافقت کی ہے۔ اس کے راوی عاصم بن عمیر العنزی کی امام ابن الجارود، امام ابن خزیمہ، امام ابن حبان، امام حاکم اور دیگر ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم نے ان کی حدیث کی تصحیح کر کے توثیق کی ہے، لہٰذا یہ "حسن الحدیث" ہیں۔

صحیح ابن حبان وغیرہ میں یہ الفاظ بھی ثابت ہیں:

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ نَفْخِهِ وَهَمْزِهِ وَنَفْثِهِ .

⑧ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کر رہے تھے کہ قوم میں سے ایک آدمی نے یہ کلمات کہے:

اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا، وَسُبْحَانَ اللَّهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ثَلَاثًا .

"اللہ سب سے بڑا ہے، اس کی بکثرت تعریفیں ہیں، میں صبح وشام اس کی پاکی بیان کرتا ہوں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسے کلمات کہنے والا کون تھا؟ قوم میں سے ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں تھا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کلمات کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے تھے۔

www.AhleSunnatPk.com

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی ہے، تب سے ان کلمات کو کبھی نہیں چھوڑا۔

(صحیح مسلم :٦٠١)

❁❁❁❁❁❁❁

www.AhleSunnatPk.com